حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

تالیف
محمد حسیب القادری

ناشر

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی حالات زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

تالیف

محمد حسیب القادری

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph 042 - 7352022

Mob: 0300-4477371

انتساب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان لانے والیں

ام المومنین **حضرت سیّدہ خدیجہ** رضی اللہ عنہا کے نام

عقل جب تک راہِ اہل عشق پر آئی نہ تھی
وسعتیں حاصل تھیں لیکن ان میں گہرائی نہ تھی
بزمِ جاناں میں مسلط تھی نظر پر خیرگی
ہل رہے تھے لب بھی لیکن تابِ گویائی نہ تھی

فہرست

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ پر بے شمار درود وسلام۔ دین اسلام کی تعلیمات تمام دنیا کو مساوات کا درس دیتی ہیں۔ دین اسلام سے قبل جتنی بھی معاشرتی ترقی ہوئی تھی اس میں صرف مردوں کا ہاتھ تھا۔ تاریخ گواہ ہے کہ دین اسلام سے قبل کبھی بھی معاشرے میں عورت کو اس کا صحیح مقام عطا نہیں کیا گیا۔ عورت ماں، بہن، بیٹی، بیوی ہو کر بھی اپنے حقوق سے محروم تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی تعلیمات کے ذریعے معاشرے کو مساوات اور بھائی چارے کا درس دیا اور معاشرے میں عورتوں کے مقام کو معین کیا۔ آپ ﷺ نے عورتوں کو معاشرے میں ان کا جائز حق عطا فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی معاشرے میں عورتوں کی ترقی کا عمل شروع ہوا۔

بخاری شریف میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول نقل ہے جس میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت سے قبل تک مکہ مکرمہ میں عورتوں کو نہایت ہیچ سمجھا جاتا تھا اور پھر جب قرآن مجید کی آیات عورتوں کے حقوق سے متعلق نازل ہوئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں عورتوں کے مقام حقیقی سے آگاہ کیا تو ہم میں عورتوں کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا۔

دین اسلام میں عورتوں کی جو قدر و منزلت قائم کی گئی اس کو دیگر تمام مذاہب پر فوقیت حاصل ہے۔ دین اسلام سے قبل لڑکی کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کر دیا جاتا تھا۔ اگر کسی معاشرے میں لڑکی کو زندہ درگور نہ بھی کیا جاتا تو اس کو انتہائی ذلیل و خوار کیا جاتا۔ حتیٰ

کہ دین اسلام سے قبل عورتیں انتہائی پستی کی زندگی بسر کر رہی تھیں۔ دین اسلام کی اشاعت میں عورتوں کا کردار بے مثال ہے۔ ان نیک سیرت عورتوں کے کردار و افعال تاریخ کے اوراق میں درخشاں ستاروں کی مانند ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر ہمارے اس جدید معاشرے کی عورتیں بھی اپنی زندگیوں کو دوسروں کے لئے بہترین عملی نمونہ بنا سکتی ہیں۔

مسلمان عورتیں جدید زمانہ کے مطابق بدل رہی ہیں اور بے راہ روی میں مبتلا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کا جو صحیح و حقیقی مقام ہے وہ اسے حاصل نہیں رہا۔ مسلمان عورتیں مغربی معاشرے کی آزاد خیالی سے متاثر نظر آتی ہیں اور اسی آزاد خیالی کا اثر ان کی آنے والی نسل پر ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان حقیقت میں دین اسلام کی تعلیمات کو بھولتے جا رہے ہیں اور دین اسلام میں نت نئی ایجادات میں مصروف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو ذلت کے گڑھوں میں دھکیل دیا ہے اور وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''سیرت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حالات و واقعات پر مشتمل ہے اور اس کتاب کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ معاشرے میں جدید الٹرا ماڈرن عورتیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دختر نیک اختر کی زندگی کا مطالعہ کر کے اپنی زندگیوں کو دین اسلام کے مطابق گزاریں تا کہ فلاح پا سکیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے۔ آمین

جس کی ہیبت سے پہاڑوں کے جگر شق ہو جائیں
ہم نے اس بارِ امانت کو اٹھایا ہے تنہا

محمد حسیب القادری

حمد باری تعالیٰ

اس جہانِ رنگ و بو کا پاسبان کوئی تو ہے
اس چمن زار حسیں کا باغباں کوئی تو ہے
طائرانِ باغ کس کی حمد میں مشغول ہیں
جس سے ہے رونق فزا یہ گلستاں کوئی تو ہے
کس کے باعث اس چمن میں ہر طرف ہیں چہچہے
زندگی کی وادیوں میں نغمہ خواں کوئی تو ہے
زندگی کا کارخانہ خود بہ خود چلتا نہیں
اس طلسم دہر کی روح و رواں کوئی تو ہے
ابن آدم آج تک ہر بات سے ہے بے خبر
آخر اس کی زندگی کا رازداں کوئی تو ہے
آج تک کس کی طلب میں پھر رہی ہے زندگی
عقل کے آئینہ خانوں میں نہاں کوئی تو ہے
اپنی مرضی سے جب اک پتا بھی ہل سکتا نہیں
پھر زمین و آسماں کا حکمراں کوئی تو ہے
کس کی جانب بار بار اٹھتی ہے بزمیؔ کی نظر
اس جہاں میں اس پہ اتنا مہرباں کوئی تو ہے

۞۞۞

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اگر دل میں محمدؐ کی محبت کا جنوں ہو گا
یہ وہ جذبہ ہے جو پھر کم نہیں ہو گا فزوں ہو گا
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ جس کے شیدا ہیں
ذرا سوچو تو اس اخلاق میں کیسا فسوں ہو گا
جسے تم ڈھونڈتے ہو لندن و پیرس میں جا جا کر
فقط ارضِ مدینہ میں ہی حاصل وہ سکوں ہو گا
ہمارا پاسباں ختم نبوت کا عقیدہ ہے
یہی ہر دورِ ظلمت میں اجالے کا ستوں ہو گا
مسلماں کے لئے ختم نبوت جزوِ ایماں ہے
منافق ہی یہاں نیچے دروں نیچے بروں ہو گا
کبھی تو روضہ اقدس کو ان آنکھوں سے دیکھوں گا
کبھی تو کامراں میرا یہ بخت واژگوں ہو گا
محمدؐ مصطفیٰ کا ہر عدو مٹ جائے گا بزمی
کوئی مانے نہ مانے میں یہ کہتا ہوں کہ یوں ہو گا

منقبت شانِ پنجتن پاک

میں تو پنجتن کا غلام ہوں
میں مرید خیرالانام ﷺ ہوں
مجھے عشق ان کی گلی سے ہے
مجھے عشق ان کے وطن سے ہے
مجھے عشق ہے تو علی رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسن رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسین رضی اللہ عنہ سے ہے
مجھے عشق شاہِ زمن سے ہے
مجھے عشق ہے تو زہرا رضی اللہ عنہا سے
مجھے عشق ہے تو ان کی آل سے
میرا شعر کیا میرا ذکر کیا
میری بات کیا میری فکر کیا
میری بات ان کے سبب سے ہے
میرا شعر ان کے ادب سے ہے
میرا ذکر ان کے طفیل سے
میری فکر ان کے طفیل سے
کہاں مجھ میں اتنی سکت بھلا
کہ ہو منقبت کا بھی حق ادا

ہوا کیسے تن سے وہ سر جدا
جہاں عشق ہو وہیں کربلا
وہی جن کو شیر خدا کہیں
جنہیں بابِ صل علیٰ کہیں
وہی جن کو آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں
وہی جن کو ذاتِ علی رضی اللہ عنہ کہیں
وہی پختہ ہیں میں تو خام ہوں
میں تو پنجتن کا غلام ہوں

مختصر تعارف

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نام ''فاطمہ'' اور لقب ''زہرا'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے 1 نبوی میں تولد ہوئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی تنہائی پسند تھیں یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی کھیل کود میں شامل نہ ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما ہو جاتیں اور ان سے مختلف فقہی مسائل دریافت کرتی رہتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ذہانت کو دیکھتے ہوئے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ابھی صرف دس برس ہی تھی کہ والدہ ماجدہ حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو والدہ ماجدہ سے بے حد لگاؤ تھا اور یہی وجہ تھی کہ ان کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا غمگین رہنے لگ گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کی تمام تر ذمہ داری ان کے سپرد کر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تبلیغ اسلام کی محنت اور مشرکین کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد گھر تشریف لاتے تو آپ رضی اللہ عنہا ان کی حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! گھبراؤ نہیں اللہ تمہارے باپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔

ہجرت مدینہ کے وقت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سن بلوغت کو پہنچ چکی

تھیں۔ جب ہجرت مکمل ہوگئی اور قریباً تمام مسلمان مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچ گئے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل چاہے گا وہی ہوگا۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی وہی جواب دیا۔ بعدازاں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ بوقت نکاح حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ سال اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکیس برس تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے اٹھارہ احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ایک حصہ ہے اور جس نے اسے ناراض کیا گویا اس نے مجھے ناراض کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نہایت صابر وشاکر تھیں۔ اپنے گھر کا تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اس قدر چھوٹا دوپٹہ اوڑھ رکھا ہے کہ اس سے سر کو ڈھانکتیں تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں چھپاتیں تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے تین بیٹے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا محسن رضی اللہ عنہ اور تین بیٹیاں حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریباً چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۲۸ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے اٹھارہ احادیث مروی ہیں۔

ولادت باسعادت

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سن ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں آپ رضی اللہ عنہا نبوت کے پہلے سال میں پیدا ہوئیں اور بعض روایات کے مطابق اعلانِ نبوت سے پانچ برس قبل جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی آپ رضی اللہ عنہا اس وقت تولد ہوئیں جبکہ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا نبوت کے پانچویں سال تولد ہوئیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سن ولادت 1 نبوی کے بارے میں بیشتر مورخین کا اتفاق ہے اور مفسرین کرام کا کہنا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ 1 نبوی میں پیدا ہونے کی وجہ سے اپنے دیگر بہن بھائیوں سے زیادہ ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دیگر تمام اولاد اعلانِ نبوت سے قبل تولد ہوئی۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن میں تھیں تو انہیں جنت کی خوشبو آتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کیا اور پھر جس وقت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کا ماتھا چومنے کے بعد فرمایا کہ مجھے اس کے سر سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس نومولود بچی کا نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس لئے رکھا ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے اور اس کے محبوں کو دوزخ کی آگ سے آزاد فرمایا ہے۔

لقب زہرا کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لقب ''زہرا'' کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ نہایت حسین و جمیل تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کو ''زہرا'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔ جبکہ مفسرین کرام کی ایک جماعت کا قول ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی طرح حیض و نفاس سے پاک تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کو ''زہرا'' کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حیض و نفاس سے پاک تھیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہا سے کبھی کوئی نماز قضا نہ ہوئی تھی اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے بچہ کی ولادت ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہا فوراً پاک ہو جاتی تھیں۔

لقب بتول کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لقب ''بتول'' کی وجہ تسمیہ مفسرین کرام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ چونکہ آپ رضی اللہ عنہا کو دنیا کی تمام عورتوں پر فضیلت حاصل ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کی توجہ ہمہ وقت اللہ عزوجل کی جانب متوجہ رہی ہے اس لئے آپ رضی اللہ عنہا ''بتول'' ہیں۔

لقب طاہرہ کی وجہ تسمیہ:

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ایک معروف لقب ''طاہرہ'' ہے۔ طاہرہ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ طاہرہ کا لقب آپ رضی اللہ عنہا کی ظاہری و باطنی پاکبازی اور طہارت کی وجہ سے دیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہا اپنے اس لقب سے بھی مشہور ہوئیں۔

والدین

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جگر گوشہ تھیں۔ ذیل میں آپ رضی اللہ عنہا کے والدین کا مختصر احوال بیان کیا جا رہا ہے۔

والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم:

محبوبِ خدا' تاجدارِ انبیاء علیہم السلام' باعث تخلیق کائنات' خاتم الانبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول بروز سوموار واقعہ فیل کے قریباً دو ماہ بعد اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل ہو گیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ذمہ داری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لے لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے رواج کے مطابق حضرت بی بی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں کہلائیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چھ برس کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر لے گئیں۔ سفر سے واپسی پر ان کی طبیعت خراب ہوئی اور ان کا وصال ہو گیا۔ والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری حضرت عبدالمطلب نے اٹھائی اور اس کو نہایت احسن طریقہ سے نبھایا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو

حضرت عبدالمطلب بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے اور آپ ﷺ کی ذمہ داری حضرت ابوطالب نے اٹھالی۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک ابھی بارہ برس تھی کہ حضرت ابوطالب، آپ ﷺ کو اپنے ہمراہ ملک شام بغرضِ تجارت لے گئے۔ دورانِ سفر ایک بادل آپ ﷺ پر سایہ کئے رہا تاکہ آپ ﷺ پر سفر کی صعوبتیں آسان ہو جائیں۔ جب یہ تجارتی قافلہ بصرہ کے نزدیک پہنچا تو وہاں ایک عیسائی راہب بحیرا نے آپ ﷺ کو پہچان لیا اور آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ یہ دونوں جہانوں کے سردار ہیں اور اللہ عزوجل نے انہیں دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پھر بحیرا نے حضرت ابوطالب کو نصیحت کی کہ انہیں مکہ مکرمہ واپس لے جائیں اور ان کی حفاظت فرمائیں۔ اگر آپ نے سفر جاری رکھا تو مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہودی انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کریں۔ حضرت ابوطالب نے جب بحیرا کی بات سنی تو مزید سفر کا ارادہ ترک کر کے واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن سے آپ ﷺ کی چار بیٹیاں اور دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ ﷺ کے بیٹے کم سنی میں ہی وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب خانہ کعبہ کی ازسرنو تعمیر کی گئی۔ اس دوران جب خانہ کعبہ کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد حجر اسود کو اس کی جگہ رکھنے کا موقع آیا تو تمام قبائل میں لڑائی شروع ہوگئی کیونکہ ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جھگڑے کا حل یہ بتایا کہ تمام قبائل کے سردار ایک بڑی چادر لے کر اس کے کنارے تھام لیں اور حجر اسود کو اس چادر کے درمیان رکھ کر مطلوبہ جگہ پر لے جائیں۔ چنانچہ جب حجر اسود کو لے کر مطلوبہ مقام پر پہنچایا گیا تو آپ ﷺ نے اسے اٹھا کر اپنے ہاتھوں سے نصب کیا۔ آپ ﷺ کے اس فیصلہ سے تمام سردار بھی خوش ہو گئے اور مکہ مکرمہ خونریزی سے بھی بچ گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ اپنی نوجوانی سے ہی مکہ مکرمہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس ہوئی تو آپ ﷺ پر حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ کو منصب نبوت پر فائز کیا گیا۔

ابتداء میں حضور نبی کریم ﷺ نے خفیہ طور پر دعوتِ تبلیغ شروع فرمائی۔ آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ان کے علاوہ آپ ﷺ کی بچیوں نے دین اسلام قبول کیا۔ آپ ﷺ کے دوست حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی وساطت سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے علاوہ چند اور لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو جب اعلانیہ دعوت کا حکم ہوا تو آپ ﷺ نے قریش کی دعوت کی اور انہیں اپنی نبوت سے آگاہ کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ قریش نے انکار کیا اور آپ ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور حتی الامکان آپ ﷺ کو قریش اور مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے بچائے رکھا۔ بعد ازاں آپ ﷺ کو اپنے اہل و عیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔

۵ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے ایک گروہ کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس قافلہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور داماد حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ۶ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایمان لے آئے تو مشرکین مکہ کے مظالم میں کسی حد تک کمی واقع ہوئی مگر پھر بھی وہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو تنگ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔

۱۰ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب نے اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا اور ان کے کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں جس کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت سے روز بروز مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس دوران جب لوگ حج کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بھی دعوتِ حق دیتے رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ حق کے نتیجہ میں مدینہ منورہ جس کا اس وقت نام یثرب تھا کہ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی۔

۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے حکم سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے سفر میں یارِ غار حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمراہ تھے جبکہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بستر پر لٹایا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کو بھی مدینہ منورہ بلالیا۔ مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ کا رشتہ قائم کیا جس کی مثال تاریخ انسانی میں کہیں نہیں ملتی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی مدینہ منورہ میں جس جگہ بیٹھی تھی وہ جگہ دو یتیم بھائیوں کی تھی جسے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر خریدا اور وہاں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد رکھی گئی۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرہ مبارک کی تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کے ساتھ اصحابِ صفہ کا چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر کے ساتھ ہی حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذن منتخب کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی پہلی اذان کہی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام کے ساتھ ہی مدینہ منورہ کے اطراف

میں موجودہ یہود قبائل کے ساتھ امن معاہدے کئے جن میں اس بات کو طے کیا گیا کہ کوئی فریق دوسرے کے مذہب کے بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا اور اگر ایک فریق حالت جنگ میں ہوگا تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

رمضان المبارک ۲ھ میں حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہوا۔ یہ معرکہ بدر کے مقام پر ہوا جہاں مشرکین مکہ ایک ہزار کا لشکر لے کر مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے۔ لشکر اسلام میں تین سو تیرہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے قبل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس مٹھی بھر لشکر کی نصرت کے لئے دعا فرمائی۔ اللہ عزوجل نے لشکر اسلام کی مدد فرمائی اور بے سروسامانی کے باوجود انہیں کفار پر غلبہ عطا فرمایا۔ معرکہ بدر میں مشرکین مکہ کے نامی گرامی سردار جہنم واصل ہوئے۔

حضور نبی کریم ﷺ اور یہود قبائل کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا یہودیوں نے غزوہ بدر کے موقع پر اس کی خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کی مدد نہ کی۔ چنانچہ غزوۂ بدر کے فوراً بعد حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کے ایک بڑے قبیلہ بنوقینقاع کے خلاف لشکر اسلام ترتیب دیا۔ بنوقینقاع قلعہ بند ہو گئے مگر پندرہ روز کے محاصرہ سے ہی مغلوب ہو گئے اور حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں جلاوطن کر دیا۔

۳ھ ماہِ شوال میں حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ مشرکین مکہ اس مرتبہ اپنے سرداروں کا بدلہ لینے کے لئے ایک مرتبہ پھر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ لشکر اسلام نے اس مرتبہ پھر بے سروسامانی کی حالت کے باوجود کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ جس وقت لشکر اسلام مال غنیمت اکٹھا کر رہا تھا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے جس لشکر کو احد کی گھاٹی پر پہرہ دینے پر مقرر کیا تھا وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ان میں شامل ہو گیا۔ مشرکین مکہ نے پلٹ کر اس گھاٹی سے لشکر اسلام پر حملہ کر دیا جس سے لشکر اسلام کا بھاری جانی نقصان ہوا۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کی شہادت کی افواہ بھی پھیل گئی جو بعد میں جھوٹی ثابت ہوئی۔ اس غزوہ کے دوران حضور نبی کریم ﷺ

کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ ﷺ کے جانثاروں نے آپ ﷺ کا بھرپور دفاع کیا اور اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

غزوۂ احد میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے۔ آپ ﷺ نے شہدائے احد کی نمازِ جنازہ ادا فرمائی اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ شہدائے احد کو بغیر غسل دفن کیا گیا۔

ربیع الاول ۴ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کے خلاف لشکر اسلام ترتیب دیا کیونکہ بنونضیر نے بھی حضور نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کے مطابق خلاف ورزی کی تھی۔ بنونضیر کچھ روز کی لڑائی کے بعد صلح پر آمادہ ہو گئے اور انہیں بھی علاقہ بدر کر دیا گیا جن میں سے کچھ لوگ خیبر اور کچھ لوگ ملک شام کی جانب چلے گئے۔

ذی قعدہ ۵ ھ میں حق و باطل کے درمیان ایک مرتبہ پھر معرکہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب مشرکین مکہ کی جنگی تیاریوں کے بارے میں خبر ملی تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورہ سے مدینہ منورہ میں ہی رہ کر دفاع کا ارادہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو مدینہ منورہ کے اطراف میں خندق کھدوانے کا مشورہ دیا جسے حضور نبی کریم ﷺ نے پسند کیا۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ خندق کی کھدائی میں حصہ لیا۔ جس وقت مشرکین مکہ حملہ آور ہوئے تو وہ شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گئے اور شہر کے باہر ہی خیمہ زن ہو گئے۔ کچھ روز کے محاصرے کے بعد ایک روز تیز آندھی آئی جس سے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور ان کے جانور بھاگ گئے جس کی وجہ سے مشرکین مکہ ایک مرتبہ پھر ذلیل و خوار واپس لوٹ گئے۔

غزوہ خندق کے دوران بنوقریظہ نے وعدہ خلافی کی اور مشرکین مکہ کی مدد کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر ترتیب دیا۔ لشکر اسلام تین ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ جب لشکر اسلام نے بنوقریظہ کا محاصرہ کیا تو انہوں نے پچیس دن کے محاصرے کے بعد ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو منصف مقرر کیا گیا جنہوں نے

11486

فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے تمام مردوں کو قتل کر دیا جائے ان کی عورتوں اور بچوں کو بطور مالِ غنیمت سمجھا جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو سراہا اور فرمایا کہ تم نے اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق فیصلہ سنایا۔

ذی قعدہ ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ قریباً چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ عمرہ کی سعادت کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ ﷺ کو اطلاع ملی کے مشرکین مکہ جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا تا کہ وہ انہیں بتا سکیں کہ ہم جنگ کے ارادہ سے نہیں بلکہ طوافِ کعبہ کی نیت سے آئے ہیں۔ جس وقت حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ کو مشرکین مکہ نے یرغمال بنالیا۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کے پاس افواہ پہنچی کہ مشرکین مکہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع کیا اور ان سے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے بیعت کی۔ اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔ جب مشرکین مکہ کو اس بیعت کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیج دیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ معاہدہ کیا کہ وہ اگلے سال آئیں اور صرف تین دن مکہ مکرمہ میں قیام کریں۔ چونکہ یہ معاہدہ حدیبیہ کے مقام پر ہوا اس لئے اس معاہدہ کو تاریخ میں معاہدہ حدیبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

۷ ھ میں غزوۂ خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی سربراہی میں لشکر اسلام نے یہودیوں کے سب سے بڑے گڑھ خیبر کی جانب پیش قدمی کی اور معاہدے کی خلاف ورزی پر ان کی سرکوبی کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کا پرچم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا جن کی سربراہی میں خیبر کا سب سے بڑا قلعہ قموص فتح ہوا۔ قموص کی فتح کے بعد یہودیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔

۷ ھ میں ہی مسلمانوں کا جو گروہ ملک حبشہ کی جانب ہجرت کر گیا تھا اس نے باقی

ماندہ لوگ بھی مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اسی سال حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت تک مشرک تھے ان کی صاحبزادی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

۷ ھ میں ہی حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں کو دعوتِ اسلام کے خطوط لکھے۔ ان میں حبشہ کے شاہ نجاشی، شاہِ بحرین، شاہِ عمان نے دین اسلام قبول کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے ہر ممکن مدد کا وعدہ کیا جبکہ شاہِ ایران نے آپ ﷺ کا خط پھاڑ دیا اور اپنے بیٹے کے ہاتھوں جہنم واصل ہوا۔ شاہِ مصر نے آپ ﷺ کے خط کے جواب میں دو کنیزیں بطورِ تحفہ اور چند تحائف بھیجے۔ انہی کنیزوں میں ام المومنین حضرت ام ماریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں جو آپ ﷺ کی زوجہ بنیں۔ شاہِ روم نے آپ ﷺ کے خط کے جواب میں خاموشی اختیار کیے رکھی اور کوئی جواب نہ دیا۔

ذی قعدہ ۷ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے عمرہ ادا کیا اور اپنی آخری شادی ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے کی۔

۸ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے مختلف مہمات روانہ کیں جن میں معرکہ موتہ، معرکہ ذاتِ سلاسل اور معرکہ سیف البحر نمایاں ہیں۔

رمضان المبارک ۸ ھ میں قریش کے حلیف قبیلہ بنوبکر نے مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنوخزاعہ پر چڑھائی کر دی اور انہیں شدید نقصان پہنچایا۔ بنوخزاعہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے مدد کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قریش کی جانب اپنا قاصد روانہ کیا اور ان سے کہا کہ مقتولوں کا خون بہا ادا کیا جائے اور قریش بنوبکر کی حمایت ترک کر دیں۔ اگر قریش اس کے انکاری ہیں تو پھر معاہدہ حدیبیہ کو ختم سمجھا جائے۔ قریش کے سرداروں نے معاہدہ حدیبیہ کو ختم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جس وقت قاصد واپس روانہ ہوا تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اس کے پیچھے مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا تا کہ وہ اس معاہدہ کو برقرار رکھ سکیں۔

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے سفارش کی کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ کر معاہدہ کو بحال کروا دیں مگر ان سب نے اس کی سفارش کرنے سے انکار کر دیا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ ناکام واپس لوٹ آئے۔

رمضان المبارک ۸ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر تیار کیا اور اپنی سربراہی میں مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی شروع کی۔ راستہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ جو کہ دین اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کے لئے مدینہ منورہ جا رہے تھے وہ مل گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہ آخری مہاجر ہیں کیونکہ اب فتح مکہ کے بعد ہجرت کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ جس وقت لشکر اسلام نے مکہ مکرمہ کے باہر پہنچ کر قیام کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ کوئی بھی بے جا خون نہیں بہائے گا اور جو ان سے مقابلہ کرے گا وہ اس سے مقابلہ کریں گے۔ اس دوران حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ لشکر اسلام میں تشریف لائے اور اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو لیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم اب بھی اسلام نہیں لاؤ گے کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا کہ تم اللہ عزوجل کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرو۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے۔

۲۶ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ کوئی قتال نہ ہوا۔ مشرکین مکہ لشکر اسلام کے جاہ و جلال سے مرعوب ہو چکے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام معافی کا اعلان کیا اور اس ضمن میں سب

سے پہلے اپنے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا خون معاف کیا۔ بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کیا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ بیت اللہ شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نفل شکرانے کے ادا کیے اور خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دیں اور اللہ عزوجل کی وحدانیت کا اعلان کریں۔

فتح مکہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ واپس جانے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ حنین اور طائف کے قبائل لشکر اسلام کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قبائل کی سرکوبی فرمائی اور ان علاقوں میں بھی دینِ اسلام کا پرچم بلند کیا۔

رمضان المبارک ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر عظیم کے ہمراہ شام کی جانب روانہ ہوئے۔ شام کے سفر کے دوران مختلف علاقوں کو فتح کرتا ہوا لشکر اسلام تبوک کے مقام پر پہنچ گیا۔ تبوک کے مقام تک مسلسل سفر کی وجہ سے لشکر اسلام کافی تھک چکا تھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر اسلام کو واپس چلنے کا حکم دیا اور اسی کو کافی جانا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود شامل ہوئے۔ اس غزوہ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف سپہ سالاروں کی سربراہی میں لشکر بھیجے جنہوں نے دین اسلام کی فتوحات میں اضافہ کیا۔

ذی الحجہ ۹ ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مناسک حج سکھائے اور انہیں تلقین فرمائی کہ وہ بیت اللہ شریف میں جا کر سب لوگوں کو مناسک حج سکھا دیں۔

فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف علاقوں سے وفود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہونے اور اپنے اپنے قبائل سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یوں بغیر جنگ وجدل کے کچھ ہی عرصہ میں دین اسلام جزیرہ نمائے عرب میں پھیل چکا تھا۔ اسی دوران حج کا موقع آ گیا۔ ذی قعدہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج پر جانے کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر قریباً ایک لاکھ افراد مدینہ منورہ جمع ہو گئے۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۰ھ کو حضور نبی کریم ﷺ' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے احرام باندھا اور حج کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی زبان پر تکبیر با آوازِ بلند جاری تھی:

''ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تمام تعریفیں' نعمتیں اور حکومتیں تیری ہیں' تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور عمرہ ادا کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ ﷺ نے میدانِ عرفات میں ذیل کا خطبہ دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگو! زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں تلے ہیں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ اب نہ کسی عربی کو کسی عجمی اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو کسی گورے پر سوائے تقویٰ کے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں پہننے کے لئے وہی دو جو تم خود پہنتے ہو۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے تمام خون

معاف کر دیئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ میں زمانہ جاہلیت کے سود کے کاروبار کو بھی ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا حق ان پر ہے۔ تمہاری جان و مال ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن اور یہ شہر اور اس دن جب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے تم اگر مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ اللہ نے ہر حق دار کو حق دیا ہے پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہو گا۔ لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی سے نہ پکارا جائے گا اور نہ غلام کو اپنے آقا کے سوا کوئی نسبت ہو گی۔ جو کوئی ایسا کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ہو گی۔ عورت کو یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ لے اور قرض کی اور مانگی ہوئی چیز کو واپس کیا جائے۔ تحفہ کا بدلہ تحفہ ہے اور ضامن پر تاوان واجب ہے۔''

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ کے اختتام پر تمام حاضرین سے دریافت فرمایا کہ جب تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب حاضرین نے بیک وقت کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات سننے کے بعد آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین اسلام کے مکمل ہونے اور نعمت کو پورا کرنے کا بیان ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں آپ (ﷺ) سے راضی ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بعد ازاں منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

''تمہارا خون' تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن' یہ مہینہ اور شہر۔ اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرنا جب تک وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے۔''

حج بیت اللہ سے واپسی پر حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ پھر شام پر حملہ کے لئے لشکر اسلام ترتیب دیا جس کی سپہ سالاری حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے سپرد کی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں یہ لشکر ۲۶ صفر المظفر ۱۱ھ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اور رات ہونے کی وجہ سے مدینہ منورہ کے اطراف میں ہی قیام کیا۔ اگلے روز جب اس لشکر کو آپ ﷺ کی بیماری کی اطلاع ملی تو یہ لشکر وہیں رک گیا۔ ۲۶ صفر المظفر کی رات کو لشکر کی روانگی کے بعد آپ ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ ﷺ اس وقت ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام پذیر تھے۔ آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو وہاں بلایا اور ان سب سے مشورہ کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں منتقل ہو گئے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں منتقل ہونے کے بعد آپ ﷺ کی طبیعت مزید ناساز ہونا شروع ہو گئی اور یوں محسوس ہونے لگا کہ حکم الٰہی آن پہنچا ہے۔ ۸ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ ﷺ نے نقاہت کے باعث حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا اور لوگوں کو ان کی امامت میں نماز ادا کرنے کا حکم دیا۔ اگلے روز جمعہ

تھا آپ ﷺ نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں تشریف نہ لائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے حسب فرمان نماز کی تیاری شروع کی۔ اس دوران حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ اور حضرت سیّدنا عباسؓ' حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ مجھے سہارا دے کر مسجد میں لے چلو۔ یہ دونوں حضرات آپ ﷺ کو سہارا دے کر مسجد میں لے آئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ نے جب آپ ﷺ کی آہٹ سنی تو امامت سے پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں نماز پڑھانے کا حکم دیا اور خود ان کی امامت میں نماز ادا فرمائی۔ نماز کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مختصر سا خطاب کیا جو آپ ﷺ کا آخری خطاب تھا۔ بعدازاں آپ ﷺ میدانِ احد میں تشریف لے گئے اور شہدائے احد کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ وہاں سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھل گئی مگر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ ﷺ کی طبیعت ایک مرتبہ پھر شدید ناساز ہوگئی۔ صبح فجر کے وقت آپ ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ سرکایا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں لوگوں کو نماز ادا کرتے دیکھ کر مسکرائے اور پردہ ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو مسواک چبا کر دینے کا کہا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسواک چبا کر آپ ﷺ کو دے دی۔ آپ ﷺ نے ان کی گود میں سر رکھ دیا اور اسی حالت میں وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر آناً فاناً سارے شہر میں پھیل گئی۔ تمام صحابہ کرامؓ' آپ ﷺ کے حجرۂ مبارک کے باہر جمع ہوگئے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ آپ ﷺ کو غسل حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ' حضرت سیّدنا عباسؓ اور حضرت سیّدنا فضل بن عباسؓ نے دیا۔ آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ فرداً فرداً ادا کی گئی اور آپ ﷺ کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرۂ مبارک میں ہی مدفون کیا گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء علیہم السلام ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو رحمت للعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ دین برحق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔ قرآن مجید میں

فرمانِ الٰہی ہوتا ہے کہ ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بڑے خلق کے ساتھ پیدا کیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ حضرت سعد بن ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ نے جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسا تھا؟ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور انسانوں سے افضل ہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افضل البشر بھی کہا جاتا ہے۔ روزِ محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقامِ محمود عطا کیا جائے گا اور جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حوضِ کوثر پر ہوگا۔ روزِ محشر تمام نسب وحسب منسوخ کر دیئے جائیں گے سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب وحسب کے۔ روزِ محشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے پل صراط سے گزریں گے جس کی بدولت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا پل صراط سے گزرنا آسان ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنی قبر مبارک سے نکلیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھتے ہوں گے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دنیاوی زندگی آزمائش سے بھرپور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد بزرگوار حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض چھ برس کے تھے کہ والدہ ماجدہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ آٹھ برس کی عمر میں دادا حضرت عبدالمطلب وصال فرما گئے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے دو بیٹے تولد ہوئے جو کم سنی میں ہی وصال فرما گئے۔ ۱۰ نبوی میں چچا حضرت ابوطالب وصال فرما گئے اور ان کے وصال کے کچھ دنوں بعد ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ اعلان نبوت کے بعد تیرہ سال تک مشرکین مکہ کے مظالم برداشت کرتے رہے۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں تین صاحبزادیوں کا وصال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا۔ غزوات میں شامل رہے اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دلجوئی فرماتے رہے۔ کبھی پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھ پر دنیا کو پیش کیا گیا مگر میں

نے فقر کو ترجیح دی۔ الغرض آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی مصائب و مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے بسر کی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے حضور نبی کریم ﷺ کا اسوہ بہترین نمونہ ہیں کہ کس طرح مصائب میں صبر کیا جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ ہر قسم کے عیوب سے پاک تھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے خلق عظیم سے غیر مسلم بھی متاثر تھے۔ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے القاب دیئے گئے۔ آپ ﷺ نے اپنی تمام زندگی مہمان نوازی اور سادگی میں بسر فرمائی۔ معاشرے میں عدل و انصاف قائم کیا۔ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل عرب میں بے شمار رسومات اور برائیاں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے معاشرہ عدم استحکام کا شکار تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد معاشرے میں عدل و انصاف کو فروغ دیا اس لئے تاریخ انسانی میں آپ ﷺ کے دور کو سب سے بہترین دور قرار دیا جاتا ہے۔

وہ مخلوقات میں ممتاز و افضل
وہ دنیا میں ہیں سب سے برگزیدہ
عوام الناس کا مذکورہ ہی کیا
وہ سب نبیوں میں بھی ہیں سرکشیدہ

والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام مبارک ''خدیجہ (رضی اللہ عنہا)'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند اور لقب طاہرہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی پاکیزگی اور حسن خلق کی بناپر طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا پندرہ برس قبل عام الفیل ۵۵۵ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خویلد بن اسد تھا جبکہ والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد ایک کامیاب تاجر تھے اور اپنی آسودگی کی وجہ سے قریش میں نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب سن بلوغت کو پہنچیں تو آپ رضی اللہ عنہا کا

نکاح ابو ہالہ بن بناش تمیمی نامی شخص سے ہوا۔ ابو ہالہ بن بناش سے آپ رضی اللہ عنہا کے دولڑکے تولد ہوئے جن میں سے بڑے بیٹے کا نام ہالہ تھا جو زمانہ جاہلیت میں ہی مارا گیا جبکہ دوسرے بیٹے کا نام ہند تھا جس کے بارے میں آتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابو ہالہ حرف الفجار کی جنگ میں مارے گئے۔ ابو ہالہ کے مرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کے کاروبار کو سنبھالتے ہوئے تجارت شروع کر دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے قبل ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنا زیادہ وقت خانہ کعبہ میں بسر کرتی تھیں اور ساتھ ہی ساتھ تجارتی امور کو بھی دیکھا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے کاروبار کو چلانے والوں میں بے شمار لوگ شامل تھے جو آپ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت کی غرض سے لے کر جاتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا ان لوگوں کے سامنے اپنے خدام کو بھی بھیجا کرتی تھیں جو آپ رضی اللہ عنہا کو سامانِ تجارت کی فروخت سے متعلق آگاہ کرتے تھے۔ ان دنوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شہرہ مکہ مکرمہ میں پھیل چکا تھا اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہرہ سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلوایا اور اپنا سامان تجارت کی غرض سے دے کر ملک شام روانہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک خاص غلام میسرہ کو بھی روانہ کیا اور اسے تاکید فرمائی کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات واطوار کا مشاہدہ کرے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ آنے دے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سامانِ تجارت لے کر ملک شام روانہ ہو گئے۔ میسرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات پر نظر رکھے ہوئے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سامان تجارت نہایت احسن طریقے سے فروخت کیا اور واپس مکہ مکرمہ آ کر نہایت ایمانداری کے ساتھ تمام مال کا حساب و کتاب اور رقم ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور ایمانداری سے بے حد متاثر ہوئیں۔ اس دوران میسرہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمانداری اور دیانت داری کے قصے بیان کئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ ﷺ نے اس کا ذکر اپنے چچا حضرت ابو طالب سے کیا۔ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کو ان سے نکاح کا مشورہ دیا جس کے بعد بیس اونٹ حق مہر پر ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کا نکاح ہو گیا۔ بوقت نکاح آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس اور حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کے بعد اپنا تمام مال آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب چالیس برس ہوئی تو آپ ﷺ پر غارِ حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی۔ وحی کے نزول کے بعد جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ پر کپکپاہٹ طاری تھی۔ آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا اور کپکپی کی وجہ دریافت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس اللہ عزوجل نے اپنے فرشتہ جبرائیل (علیہ السلام) کو بھیجا جس نے مجھے نبی ہونے کی بشارت دی اور وہ میری جانب وحی لے کر آیا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ گھبرایئے نہیں' آپ ﷺ غریبوں کا خیال رکھنے والے ہیں' امانت دار ہیں اور ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ لوگ آپ ﷺ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو جس منصب کے لئے چنا ہے اس میں آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔ اس کے بعد ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو الہامی کتب کا عالم تھا اور عیسائی مذہب پر عمل پیرا تھا۔ ورقہ بن نوفل نے جب آپ ﷺ کا بیان سنا تو فوراً بول اٹھا کہ بے شک یہ وہی ہے جو حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔ کاش میں اس زمانے تک زندہ رہوں جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو اس جگہ سے نکال دے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب ورقہ بن نوفل کی باتیں سنیں تو آپ ﷺ سمجھ گئے

کہ مجھے جس منصب کے لئے چنا گیا ہے وہ راہ بہت ہی کٹھن ہے اور میرے اپنے میرے مخالف ہو جائیں گے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گھر چلی آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کر کے ایمان لے آئیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد ہر مشکل گھڑی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ جب لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاق اڑاتے اور انہیں تنگ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھارس بندھاتی اور ان کو حوصلہ دیتی تھیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اہل خانہ سمیت شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوصلہ کو پست نہ ہونے دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کفار میری بات کو سن کر ناگواری کا اظہار کرتے تھے تو اس وقت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) میری ڈھارس بندھاتی تھیں اور پھر میرے دل کو سکون مل جاتا تھا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا صحیح معنوں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہ اور بہترین مشیر تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ صحیح بخاری شریف کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ایک مرتبہ ان کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا کسی کام کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں تو جب انہوں نے دروازہ پر آنے کے بعد اندر آنے کے لئے اجازت مانگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے ان کی آواز سننے بعد آنسو چھلک پڑے کیونکہ ان کی آواز ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت کے لئے روتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی تھی جب سب لوگوں نے میری تکذیب کی اور وہ اس وقت اسلام لائی تھیں جب سب لوگ کافر تھے اور انہوں نے میری اس وقت مدد کی تھی جب

میرا کوئی مددگار نہ تھا اور میری تمام اولاد بھی انہی سے ہوئی ہے۔

مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل نے حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی ہے جو موتیوں سے بنا ہوگا اور اس میں کسی قسم کی مشقت نہ ہوگی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دنیا میں کوئی عورت ایسی نہیں سوائے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے جن سے میں رشک کرتی ہوں اور میں چاہتی تھی کہ میں آپ رضی اللہ عنہا کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی محبوب ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پیار اپنی انہی زوجہ سے تھا اور حضور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ وہ میری سب سے زیادہ خدمت کرنے والی، روزہ دار، تہجد گزار، عبادت گزار، میری غمگسار تھی اور میری تمام اولاد انہی سے تولد ہوئی اور وہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی ماں ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال 10 نبوی میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ پچیس برس پر محیط ہے۔ آپ ﷺ کو حضور نبی کریم ﷺ نے قبر مبارک میں اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت المعلیٰ میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آج آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

آج اس جگہ پہ حق کے پرستار دیکھیے
کل جس جگہ مکین تھے کفار ہر طرف
آج اس جگہ پہ پھول شگفتہ ہیں چار سو
کل جس جگہ تھے خار نمودار ہر طرف

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بہنیں

مجھ کو دنیا کی دولت نہ زر چاہیے
تیری رحمت کی مولا نظر چاہیے
بس حشر میں تیرا درگزر چاہیے
رکھ محمد ﷺ کے صدقے میری آبرو

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تین بہنیں تھیں۔ ذیل میں ان کے مختصر حالات بیان کیے جا رہے ہیں۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا تمام بہنوں میں سب سے بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی ﷺ کے دس برس قبل تولد ہوئیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کم سنی میں آپ رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع بن عبدشمس سے ہوا جو ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ شریف النفس اور نہایت نیک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے اور جب کبھی سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ وہ اپنی بیٹی زینب (رضی اللہ عنہا) کی شادی ان سے کریں۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار حضور نبی کریم ﷺ سے کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے بلا تامل اس رشتہ کو منظور کرلیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا اسی وقت آپ ﷺ پر

ایمان لے آئیں جبکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ اس وقت تجارت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے باہر تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ لوٹے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ایمان سے متعلق سنا تو کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو جواب دیا کہ میں اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دینے سے لئے گھبراتا ہوں کہ میری قوم کہیں یہ نہ کہے کہ اپنی بیوی کی وجہ سے اس نے اپنے آباؤاجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر دو صاحبزادیاں حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے بیٹوں سے ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد ابولہب کے بیٹوں نے ان دونوں کو طلاق دے دی۔ قریش نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ پر بھی سختی کی کہ وہ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں مگر انہوں نے طلاق نہ دی۔

۲ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ میدانِ بدر میں پیش آیا اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی قیدی بن کر آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوان قیدیوں کے قرابت دار تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قید کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو کہ والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تاکہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آسکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیاری بیوی یاد آگئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے پاس میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں اور ابوالعاص

(رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہو کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جا کر میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ بھیج دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ رضی اللہ عنہا واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت کنانہ' حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو قریش نے انہیں روک لیا۔ ہبار نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو نیزہ مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہا نیچے گر پڑیں۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں حاملہ تھیں اس طرح گرنے سے آپ رضی اللہ عنہا کا حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اس نے قریش کو للکار دیا۔ اس دوران حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ مسلمان نہ ہوئے تھے وہ آ گئے اور انہوں نے ہبار کو جانے دیا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا اور پیار کیا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبار اور اس کے ساتھیوں کی گستاخی کے بارے میں علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب تم ان پر قابو پا لو تو ان کو قتل کر دینا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ تو بھیج دیا مگر وہ آپ رضی اللہ عنہا کی جدائی کو برداشت نہ کر پائے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ شریف النفس اور دیانت دار آدمی تھے اور قریش کی جانب سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کی جانے والی کسی بھی

سازش کا حصہ نہ رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کا دل بھی رفتہ رفتہ دین اسلام کی جانب مائل ہونے لگا۔ اس دوران ۶ ھ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا سامانِ تجارت لشکر اسلام نے مدینہ منورہ کے نزدیک روک لیا جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق سے پہلے ہی متاثر تھے اب آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کرلیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرلوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام لین دین مکہ مکرمہ میں ختم کیا اور مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کا نکاح حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ پھر اسلامی طریقہ کے مطابق کیا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ۸ ھ میں ہوا جبکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲ھ میں ہوا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے دو بچے علی (رضی اللہ عنہ) اور امامہ (رضی اللہ عنہا) تولد ہوئے۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیا۔ جب غسل کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہہ بندان کے کفن کے لئے عنایت فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک میں اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت مغموم تھے اور فرمارہے تھے کہ زینب رضی اللہ عنہا میری پیاری بیٹی تھی اور اس کو میری محبت کی وجہ سے تکلیف پہنچائی گئی۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے ردیف تھے اور سن بلوغت میں ہی آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے پناہ محبت تھی۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے وصال کے وقت

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ میری بھانجی حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت سیدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا جن سے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سید محمد اوسط رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سات برس قبل تولد ہوئیں۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عقبہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوطالب کی ایماء پر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح چونکہ کم سنی میں ہوا تھا اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی بھی مؤخر ہوگئی۔ جب ابولہب کی زیادتیاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھ گئیں اور سورۂ ابی لہب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں عقبہ اور عتیبہ کو کہہ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو طلاق دلوادی۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا اور یہ نکاح مکہ مکرمہ میں ہی ہوا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد مکہ مکرمہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ سب سے بہترین جوڑی حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا دین اسلام کی اولین خاتون ہیں جنہوں نے اپنے شوہر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلی ہجرت کی۔ یہ ہجرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ملک حبشہ کی جانب ہوئی۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کر گئے۔ اس دوران جن لوگوں

نے ملک حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی ان میں سے بیشتر نے ایک مرتبہ پھر ہجرت کی اور مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی ایک مرتبہ پھر ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے اور یہاں سکونت اختیار کی۔

۲ھ میں جس وقت حضور نبی کریم ﷺ اپنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر غزوۂ بدر کی تیاریوں میں مشغول تھے آپ رضی اللہ عنہا کو چیچک کی بیماری لاحق ہو گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا اس بیماری کے باعث شدید علیل ہو گئیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ جنگ میں شمولیت کی بجائے اپنی بیوی کی تیمارداری کریں۔ جس وقت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں فتح کی خوشخبری لے کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس وقت حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کی تدفین میں مصروف تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ واپس پہنچے اور آپ ﷺ کو حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کی خبر سنائی گئی تو آپ ﷺ بے حد مغموم ہوئے۔ آپ ﷺ' حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک آنسو بہاتے رہے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی تھیں وہ بھی بہن کی قبر پر کافی دیر تک روتی رہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اپنی چادر مبارک سے آپ رضی اللہ عنہا کے آنسو پونچھتے رہے۔

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بوقت وصال قریباً ۲۱ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جنہوں نے کم سنی میں ہی وصال فرمایا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھائی اور خود قبر میں اتارا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نسبت سے ہی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیت ابوعبداللہ اختیار کی۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم ﷺ کی تیسری صاحبزادی تھیں اور بعثت نبوی ﷺ سے چھ برس قبل تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا سے ایک

سال چھوٹی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا تھا مگر رخصتی نہ ہوئی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت اور سورۂ لہب کے نزول کے بعد عتیبہ نے اپنے باپ کی ایماء پر آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد روتے ہوئے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سید عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہی مقرر فرمایا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا جن کے خاوند کا وصال ہو گیا تھا ان کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہوں اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے ایک بہترین لڑکی کا رشتہ بتاتا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ۹ ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

میں ہی ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا چھ برس تک حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقد میں رہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی جبکہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا' حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت عبدالمطلب اور حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے غسل دیا۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنی بہن کے وصال کا بہت غم تھا اور اب اس جہانِ فانی میں آپ رضی اللہ عنہا کی تینوں بہنیں نہ رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اکثر اپنی بہنوں کو یاد کرتی تھیں اور ان کے فضائل و مناقب بیان کیا کرتی تھیں۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اگر میری ایک اور بیٹی ہوتی تو میں وہ بھی تمہارے عقد میں دے دیتا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بچپن

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بچپن نہایت ہی خوبصورت ماحول میں گزرا۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد اس دنیا میں تشریف لائی تھیں تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا گھر ایسا تھا جہاں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے۔ گھر میں اللہ عزوجل کی عبادت ہوتی تھی اور گھر بہترین عادات واخلاق کا نمونہ تھا۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہا دنیا میں تشریف لائیں اس وقت اہل مکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن تھے اور سوائے چند اصحاب کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی غمگسار نہ تھا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تربیت ایک پاکیزہ ماحول میں ہوئی جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت کی اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو گھریلو امور اور دنیاوی تعلیم سے آشنا کیا۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کاشانہ نبوت میں پرورش پائی اور اسی پاکیزہ ماحول کی بدولت آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی دیگر خواتین کے لئے ایک بہترین نمونہ بن گئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت اپنے خاندان کے ہمراہ شعب ابی طالب میں محصور کیا گیا اس وقت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بہت چھوٹی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا نے اس چھوٹی سی عمر میں ہی مصائب وتکالیف کو برداشت کرنا سیکھ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عمر جس وقت پانچ برس تھی تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہا اردگرد کی دوسری بچیوں کی طرح کھیل کود میں مشغول نہ ہوتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کبھی کسی چیز کے لئے گھر میں والدین سے ضد نہ کرتی تھیں اور کھانے میں بھی جو کچھ مل جاتا تھا وہ اللہ عزوجل کا شکر ادا کرکے کھا لیتی تھیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شادی کی تقریب میں شرکت کے لئے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو لے کر اس شادی کی تقریب میں چلی گئیں جہاں دیگر بچیوں کو شوخ وقیمتی لباس پہنے دیکھ کر جب آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی سادہ سی بیٹی کو دیکھا تو اداس ہو گئیں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے والدہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا پریشان نہ ہوں میں نے والد بزرگوار سے سنا ہے کہ مسلمان لڑکیوں کو بہترین لباس تقویٰ اور ان کا زیور شرم وحیا ہے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب بیٹی کی بات سنی تو بے اختیار گلے لگالیا۔

دلکش اگر ہے کوئی فسانہ تو عشق کا
شیریں اگر ہے بات تو ان کی زباں کی بات

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا کڑا امتحان:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمرِ مبارک ابھی دس برس ہی تھی کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا وصال فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا والدہ کی شفقت سے محروم ہو گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ اس وقت اپنے ہر دلعزیز چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کے وصال پر غمگین تھے اپنی غمگسار بیوی کی جدائی بھی ان کے لئے ایک بڑا امتحان تھی۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 'ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سپردِ خاک کرنے کے بعد گھر لوٹے تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ بابا! میری ماں کہاں ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کے فرمان کے مطابق دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی! تمہاری ماں اس وقت جنت میں موتیوں سے بنے ہوئے محل میں موجود ہیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اپنی والدہ سے بچھڑنے کا بے حد غم تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی جدائی کو شدت سے محسوس کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت چونکہ ایک نیک سیرت ماں نے کی تھی اس لئے آپ رضی اللہ عنہا نے اس چھوٹی عمر میں اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے دن کی صبر آزما

تبلیغ کے بعد گھر لوٹتے تو آپ رضی اللہ عنہا آگے بڑھ کر ان کی دلجوئی فرماتیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب آپ رضی اللہ عنہا کا چہرہ دیکھتے تو ان کی ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی تھی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلانِ نبوت کے بعد مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سہہ رہے تھے۔ مشرکین مکہ کے ظلم و ستم روز بروز بڑھتے جا رہے تھے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ایسے موقعوں پر بے حد پریشان ہو جاتی تھیں اور ہمہ وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دعائیں کرتی رہتی تھیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد بزرگوار کی یہ کیفیت دیکھتیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ' آپ رضی اللہ عنہا کو دلاسہ دیتے اور فرماتے کہ بیٹی! تم فکر مند نہ ہوا کرو اللہ تمہارے باپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔

الغرض بچپن کا وہ دور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے بھی کسی سخت آزمائش سے کم نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے نہایت صبر و حوصلہ کے ساتھ اس آزمائش کا مقابلہ کیا اور ہمہ وقت اپنے والد بزرگوار کے شانہ بشانہ کھڑی رہیں۔ بچپن کا دور جو کہ کسی بھی بچی کے کھیل کود کا دور ہوتا ہے وہ زمانہ آپ رضی اللہ عنہا نے مصائب کا مقابلہ کرتے ہوئے بسر کیا۔

ایمان و عمل عزم و یقیں جرأت و ایثار
ہے ملت اسلام کے ہر فرد کا معیار
ہم لوگ مجاہد ہیں شہادت کے طلبگار
اے دشمن اسلام! خبردار خبردار

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ہجرت

جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم حد سے تجاوز کر گئے تو 13 نبوی میں اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دے دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت ایمان لائے تمام کلمہ گو مسلمانوں کو مدینہ منورہ جانے کا حکم دیا اور خود حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹا کر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ ہجرت کے لئے روانہ ہوئے اُس وقت آپ حضرات کے گھر والے جو اسلام قبول کر چکے تھے وہ مکہ مکرمہ میں ہی موجود تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ روانہ کیا تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کو لے کر مدینہ منورہ پہنچیں۔ جبکہ ایک اور روایت کے مطابق حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی جگہ ان کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پانچ سو درہم اور دو اعلیٰ نسل کے اونٹ بھی دیئے تاکہ وہ بخیر و عافیت واپس مدینہ منورہ پہنچ سکیں۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ علیحدہ ہو گئے اور حضرت عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل خانہ اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ جن میں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا شامل تھیں اور اپنی زوجہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا

اور اپنے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لیا اور مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں صاحبزادیوں حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا قیام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہوا۔ ہجرت مدینہ منورہ کے وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک تیرہ برس تھی اور آپ رضی اللہ عنہا سن بلوغت کو پہنچ چکی تھیں۔

مزرعِ تسلیم را حاصل بتول رضی اللہ عنہا
مادراں را اسوۂ کامل بتول رضی اللہ عنہا
بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت
با یہودے چادرِ خود را فروخت

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لئے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا مگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہی جواب دیا کہ مجھے حکم الٰہی کا انتظار ہے۔ ایک دن حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ محوِ گفتگو تھے اور گفتگو کا موضوع تھا کہ ہمارے سمیت بے شمار شرفاء نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی ہے لیکن ہم میں سے کسی کو اس بارے میں مثبت جواب نہیں ملا ایک علی (رضی اللہ عنہ) رہ گئے ہیں لیکن وہ اپنی تنگدستی کی وجہ سے خاموش ہیں ہمیں ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے تاکہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش کر سکیں۔ چنانچہ یہ حضرات اسی وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے تو انہیں پتہ چلا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت ایک دوست کے باغ کو پانی دینے کے لئے گئے ہوئے تھے۔ جب یہ حضرات اس جگہ پہنچیں تو انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر قائل کیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی دختر نیک اختر کا رشتہ مانگیں انہیں یقین ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانثاری اور شرافت کی بناء پر انہیں اپنی دختر نیک اختر کا رشتہ دے دیں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان اکابر صحابہ کی تحریک پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے نکاح کی

خواہش کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے قبول فرمالیا اور حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس مہر دینے کے لئے کیا ہے؟ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اس وقت میرے پاس صرف ایک گھوڑا اور ایک ذرہ موجود ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم جاؤ اور اپنی ذرہ فروخت کردو اور اس سے جو رقم ملے وہ لے کر میرے پاس آجانا۔

حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے زرہ لی اور مدینہ منورہ کے بازار میں چلے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنی زرہ لے کر بازار میں کھڑے تھے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہاں کھڑے ہونے کی وجہ دریافت کی تو حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ یہاں اپنی زرہ فروخت کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ چار سو درہم میں خرید لی اور پھر وہ زرہ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو تحفۃً دے دی۔ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے واپس جا کر تمام ماجرا حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ ایثار دیکھ کر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور زرہ کی رقم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اس سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے ضروری اشیاء خرید فرمائیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب تمام اشیا خرید کر لے آئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے خود حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح پڑھایا۔ حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا نکاح 1 ھ میں ہوا۔

حکم الٰہی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا پیغام سنا تو آپ ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو نزول وحی کے وقت ہوتی تھی۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے بذریعہ وحی مطلع کیا ہے کہ میں اپنی لاڈلی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضی

رضی اللہ عنہ سے کر دوں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ تمام مہاجرین وانصار میں منادی کروا دو کہ وہ مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائیں۔ چنانچہ مہاجرین وانصار کی ایک کثیر تعداد مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لائی اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد یعنی نکاح کے قریباً سات یا آٹھ ماہ بعد ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ تمام مہاجرین وانصار کو اپنے ولیمہ میں شرکت کی دعوت دیں۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی دعوتِ ولیمہ میں چھوہارے اور گوشت سے کھانا تیار کروایا گیا اور اس دعوتِ ولیمہ سے بہترین دعوتِ ولیمہ کوئی نہ تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور اپنی دختر نیک اختر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہاری شادی خاندان کے سب سے بہتر شخص سے کی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں کو دعا دیتے ہوئے فرمایا:

"الٰہی! ان دونوں میں محبت پیدا فرمانا اور انہیں ان کی اولاد کی برکت عطا فرمانا اور ان کو خوش نصیب بنانا' ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمانا اور ان کی اولاد کو ترقی اور پاکیزگی عطا فرمانا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کر دیا جس کے پاس نہ مال ہے نہ گھر؟ اس پر آپ ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو مسلمانوں میں علم وفضل کے لحاظ سے

سب سے دانا اور بہترین ہے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائیں تو اس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے گھر میں بستر کی جگہ ریت بچھائی گئی تھی اور کھجور کی چھال سے بھرا ہوا ایک تکیہ موجود تھا۔ گھر میں ایک گھڑا پانی کا تھا اور ایک برتن جس سے پانی پیا جا سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا کہ جب تک میں تمہارے پاس نہ آ جاؤں تم اپنے اہل کے قریب نہ جانا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ میرا بھائی کہاں ہے؟ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے شوہر ادھر ہیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن میں پانی منگوایا اور پھر اس پر کچھ پڑھنے کے بعد وہ پانی پہلے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا کہ وہ اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں پھر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیا کہ وہ بھی اسے پی لیں اور سینہ پر مل لیں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لو تم اپنے اہل کو سنبھالو پھر دونوں کو دعا دیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے رخصت ہو گئے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا جہیز:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مشک اور تکیہ کا جہیز دیا جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کی چادر خمیل بھی دی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جہیز دیا اس کے بارے میں مندرجہ بالا روایت کے علاوہ اور بھی روایات ہیں۔ اگر ان تمام چیزوں کو یکجا کیا جائے تو جہیز کی تفصیل حسب ذیل بنتی ہے:

۱۔	چادر	ایک عدد
۲۔	چکی	ایک عدد
۳۔	سادہ کپڑوں کا بستر	ایک عدد
۴۔	کھجور کے پتوں کی چٹائی	ایک عدد
۵۔	گلاس	چار عدد
۶۔	مٹی کے گھڑے	دو عدد
۷۔	تانبے کا لوٹا	ایک عدد
۸۔	کپڑوں کے جوڑے	ایک عدد
۹۔	اعلیٰ کپڑے کی قمیض	ایک عدد
۱۰۔	چاندی کے بازو بند	دو عدد
۱۱۔	موٹے کپڑے کے تکیے	چار عدد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو رخصت کیا تو ان کو ایک خمیل عطا کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ خمیل کیا ہے تو فرمایا کہ چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

مقتدائے جملہ اولیاء واصفیاء، غریق بحر بلا، داماد حضور نبی کریم ﷺ، چوتھے خلیفہ راشد ابوتراب حضرت سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کا شمار جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اہل علم طریقت کے امام و پیشوا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''علی'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب اور ابوالحسن ہے اور لقب اسداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''علی'' حضور نبی کریم ﷺ نے رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو مولودِ کعبہ کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پرورش حضور نبی کریم ﷺ نے فرمائی اور کاشانہ نبوی ﷺ میں پرورش پانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ظاہری و باطنی علوم حضور نبی کریم ﷺ سے حاصل کئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ میں علم کا دروازہ ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار دین اسلام قبول کرنے والے اولین اصحاب میں ہوتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے بوقت ہجرت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں واپس کر سکیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شمولیت اختیار کی اور اپنی بہادری و شجاعت کے بے مثال جوہر دکھائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اسی شجاعت کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو ''اسد اللہ'' کا لقب دیا۔

ہجرت کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی سب سے لاڈلی اور پیاری بیٹی خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔

فتح مکہ کے وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھے تو حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سرعرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ ﷺ! میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہوسکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اجتماعی طور پر مسلمانوں کو پہلا حج کروایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلم بنایا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بجلی بن کر گری۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن سے جس شخصیت کو دیکھا اور ان کی آغوش میں اپنی زندگی کے شب و روز بسر کئے۔ جن کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کو وقف کر دیا اور جن کی خدمت آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا حاصل تھی وہ اب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کو غسل دیا اور قبر مبارک میں اتارا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال سے قبل حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! آج کے بعد تم مجھے حوضِ کوثر پر ملو گے اور میرے بعد تم پر بے شمار مصائب نازل ہوں گے تم ان مصائب کو صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جس وقت لوگ دنیا اختیار کریں تم آخرت اختیار کرنا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابرین کی طرح آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مابین اختلافات کی تمام تر روایات بے بنیاد ہیں۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت کے معترف تھے اور یہی وجہ تھی کہ انہوں نے اپنے دورِ خلافت میں جو مجلس شوریٰ قائم کی آپ رضی اللہ عنہ اس کے رکن تھے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اہم امور میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت دین اسلام کی تصدیق کی جب سب اسے جھٹلاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت دین اسلام کی مدد فرمائی جب اس کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز کیا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اہم امور میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشاورت کرتے تھے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اپنی عقیدت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے تھے کہ میں علی (رضی اللہ عنہ) جیسا صاحب علم کسی کو نہیں دیکھا آپ رضی اللہ عنہ دینی و دنیاوی تمام علوم سے بہرہ ور تھے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جب قاتلانہ حملہ کیا گیا تو

آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بطورِ خلیفہ پیش کئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شہادت سے سرفراز ہوئے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کیا گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بلا تامل آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز رہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی ہر معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو فوقیت دی۔ جس وقت بلوائیوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا اس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں شہزادوں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی حفاظت کے لئے مامور فرمایا۔ پھر جب بلوائی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کی دوسری جانب سے کود کر اندر داخل ہو گئے اور انہیں شہید کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو سخت سست کہا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت قبول فرمایا۔ منصب خلافت قبول کرنے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر ذیل کا خطبہ دیا:

''اما بعد! اے لوگو! مجھ پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم نے مجھے خلافت کے لئے اہل قرار دیا ہے۔ لوگو! کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مضبوطی سے پکڑے رکھو' ہر وہ شخص جو خالی دعوے کرتا ہے وہ اپنے نفس کا نقصان کرتا ہے' ہر شخص ایک ذمہ داری سے گزرتا ہے' جنت اور دوزخ اس کی نظروں کے سامنے ہے' انسان تین

قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو کوشش کر کے دین اسلام پر قائم ہے' دوسرا وہ جو بھلائی کا طلبگار ہے اور اللہ کی رحمت سے امید لگائے بیٹھا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جو نیک اعمال میں کوتاہی کرتا ہے اور ایسا شخص دوزخی ہے۔ یاد رکھو! پانچ کے سوا کوئی چھٹا نہیں۔ جس شخص نے گمراہی میں قدم رکھا وہ ہلاک ہوا اور جو صراطِ مستقیم سے بھٹک گیا وہ برباد ہوگیا' سیدھا راستہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے اور اس کے دائیں بائیں تمام راستے گمراہی کے ہیں۔ اللہ نے اس قوم کو دو چیزوں کے ذریعہ سے تہذیب سکھائی۔ اول تلوار اور دوم کوڑا۔ خلیفہ پر فرض ہے کہ وہ ان دونوں چیزوں کا استعمال کرے اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی رعایت سے کام نہ لے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ماضی کو درگزر فرمائے اور ہمیں مستقبل میں سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ راستے صرف وہی ہیں ایک حق کا اور دوسرا باطل کا۔ اگر تم نے حق کو راہنمائی کا موقع فراہم کیا تو خیر ہے اور جو چیز جا چکی ہے وہ لوٹ کر نہیں آنے والی۔''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد اہل مدینہ بیعت کے لئے آگے بڑھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کرنا شروع کر دیا۔ جس وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے وہ دور شدید مصائب کا دور تھا۔ مسلمان گروہوں میں بٹ چکے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی خلافت کا اعلان کر دیا تھا اور کئی اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کر چکے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے جن مصائب کی نشاندہی فرمائی تھی وہ مصائب اب سامنے آ چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے دوران غلط فہمی کی بنا پر جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا جس میں دونوں جانب سے بے شمار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت سیدنا علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو خیر باد کہا اور کوفہ روانہ ہو گئے اور کوفہ کو دارالخلافہ قرار دیا۔ کوفہ پہنچنے کے بعد جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا جس میں ایک مرتبہ پھر بھاری تعداد میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا۔ بعدازاں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معاہدہ طے پا گیا۔ معاہدے کے مطابق حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تسلط علاقہ پر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تسلط علاقہ پر خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس معاہدہ کے بعد ایک مرتبہ پھر فتنوں نے سر اٹھایا اور خارجیوں کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور اسی دوران موقع پا کر ایک خارجی ابن ملجم نے بوقت نمازِ فجر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کو ذیل کی وصیت فرمائی:

''میرے بچو! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں اور میرے بعد تم دنیا کی محبت میں مبتلا نہ ہو جانا۔ کسی دنیاوی شے کے حصول میں ناکامی پر افسوس نہ کرنا اور حق بات کہتے رہنا اور حق کا ساتھ دیتے رہنا۔ مظلوموں کی مدد کرنا اور ظالم کی حمایت نہ کرنا۔ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور بے کسوں کو سہارا دینا۔ قرآن مجید سے ہدایت لیتے رہنا اور اللہ عزوجل کے احکام کی روشنی میں ملامت کرنے والے کی ملامت کرنے سے نہ ڈرنا۔''

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو جامع کوفہ میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کا مزارِ پاک آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی رزقِ حلال کما کر کھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ

تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھیت میں پانی لگانے کے عوض چند کھجوریں بطورِ مزدوری دینے کے لئے کہا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شہنشاہ فقر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بظاہر خالی لیکن باطنی طور پر زہد و تقویٰ، قناعت وصبر کے خزانوں سے بھرپور تھے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سفید لباس بہت پسند تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ عموماً سفید لباس ہی زیب تن فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا عمامہ بھی سفید رنگ کا ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی بھی زبان زدِ عام تھی۔ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو نہایت پریشانی کے عالم میں دیکھا تو پریشان ہونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سات روز ہوگئے گھر میں کوئی مہمان نہیں آیا اس لئے میں پریشان ہوں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا اور بدن پر لرزہ طاری ہوجاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے اور یہ وہ امانت ہے جسے زمین وآسمان بھی اٹھانے سے قاصر تھے اور میں بھی اس وجہ سے کانپ اٹھتا ہوں کہ کہیں میں اس امانت کا حق صحیح طریقے سے نہ ادا کرپاؤں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شب بیدار اور عبادت گزار تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو عبادت میں اس قدر خشوع وخضوع حاصل تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے کھڑے ہوتے تو اپنے اردگرد کی کچھ خبر نہ رہتی یہاں تک کہ جسم پر ہونے والی کسی واردات کی خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کو تیر لگ گیا جو جسم میں اتنی گہرائی تک چلا گیا کہ اس کا نکالنا مشکل ہوگیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوں تو تم اس تیر کو نکال لینا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور اس تیر کو نکال دیا گیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اُف تک نہ کی۔

صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھوڑے کی ایک رکاب پر پاؤں رکھتے اور قرآن مجید شروع کرتے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کا دوسرا پاؤں گھوڑے کی رکاب میں جاتا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید ختم کر چکے ہوتے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار و مہاجرین میں بھائی چارہ قائم فرمایا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان مساوات اخوت کا رشتہ قائم کیا لیکن میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے دنیا اور آخرت کے بھائی ہو۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک سال میں تین مرتبہ مال عطا یا تقسیم کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرتبہ اصبہان سے کچھ مال آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے علی الصبح منادی کروا دی کہ عطا لینے کے لئے جمع ہو جاؤ۔ چنانچہ لوگ اکٹھے ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے وہ تمام مال تقسیم فرما دیا حتیٰ کہ رسی کو بھی آپ رضی اللہ عنہ نے تقسیم فرما دیا۔

حضرت جرموز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ گھر سے نکلتے اور ان کے اوپر دو سرخی مائل موٹی چادریں ہوتی اور ان کا تہبند نصف پنڈلی تک ہوتا اور چادر بھی زیادہ لمبی نہ ہوتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک درہ ہوتا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ بازار میں جا کر لوگوں کو اللہ کے تقویٰ اور اچھی خرید و فروخت کا حکم دیتے اور فرماتے کہ ناپ تول پورا کرو اور گوشت میں پھونک لگا کر اسے نہ پھلاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حکمت و دانائی کا ایک عالم قائل تھا اور اللہ عزوجل نے علم کے دس حصوں میں سے نو حصے آپ رضی اللہ عنہ کو عطا فرمائے تھے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے بارے میں مجھے معلوم نہ ہو کہ وہ کب اور کہاں نازل ہوئی اور اس آیت کے

معانی ومطالب کیا ہیں؟

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بڑی اور چہرہ پرکشش تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر بال بے شمار تھے۔ بازو اور پنڈلیاں گوشت سے بھرپور تھیں۔ جسم قدرے فربہ تھا اور سر مبارک پر بال کم تھے۔ کندھے مضبوط اور چوڑے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک گھنی تھی۔ جو شخص آپ رضی اللہ عنہ کے سراپا کو دیکھتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے سحر میں کھو جاتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا لباس دو چادروں سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ ایک چادر سے آپ رضی اللہ عنہ تہبند باندھتے تھے جبکہ دوسری چادر سے جسم مبارک کو ڈھانپتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر مبارک پر عمامہ باندھے رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کی فضیلت سب لوگوں سے زیادہ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ تربیت پائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے پیاری بیٹی خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کیا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان جو روابط تھے وہ معنوی نہ تھے۔

اپنی بدحالی سے یہ کہتے بھی شرماتے ہیں ہم
جا پڑیں قدموں پہ ان کے جن کے کہلاتے ہیں ہم
آپ کا جب ذکر چھڑتا ہے کسی عنوان سے
گوشش بر آواز بزم دو جہاں پاتے ہیں ہم

فرمودات:

- ہر عقل مند شخص مغموم اور ہر عارف فکرمند رہتا ہے۔
- ہر عالم شخص خدا سے خائف رہتا ہے اور ہر عارف مرد دنیا سے نفرت رکھتا ہے۔

- ہر قناعت کرنے والا غنی رہتا ہے اور ہر متوکل سب آفتوں سے بچا رہتا ہے۔
- ہر لالچی بلاؤں میں اسیر اور ہر حریص ہمیشہ فقیر رہتا ہے۔
- ہر حریص ہمیشہ تکلیف میں رہتا ہے۔
- ہر صلح جو انسان مصیبتوں سے بچا رہتا ہے۔
- نفس پر بھروسہ کرنے والا شخص ہلاکت میں مبتلا ہے۔
- ہر متکبر حقیر و خوار ہے اور ہر فنا ہونے والی شے بے اعتبار ہے۔
- ہر نادان فتنے میں مبتلا ہے اور ہر عقل مند غمگین رہتا ہے۔
- ہر ایک عافیت و آرام کا انجام بلا اور مصیبت اور ہر سختی و تکلیف کا انجام راحت و کشائش ہے۔
- اللہ عزوجل کا تابعدار ہمیشہ باعزت رہتا ہے اور اللہ عزوجل کا نافرمان گناہوں میں مبتلا رہتا ہے۔
- ہر نیک مانوس اور ہر ناامید مایوس رہتا ہے۔
- عقیدہ میں شک رکھنا شرک کے برابر ہے۔
- خندہ روئی سے پیش آنا سب سے بڑی نیکی ہے اور کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔
- شکر نعمت حصولِ نعمت کا باعث ہے۔
- ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا گھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا۔ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ایک دن ان سے فرمایا کہ بیٹا! میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے نزدیک بلوالوں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ بابا جان! حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے کئی مکانات آپ ﷺ کے مکان کے قرب وجوار میں موجود ہوں اگر ان سے کہا جائے تو وہ کوئی مکان خالی کردیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حارثہ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے بھی مہاجرین کو اپنے بہت سے مکانات دیئے ہیں اس لئے اس سے کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد خاموش ہوگئیں۔ کچھ روز بعد جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے مکان سے متصل اپنا ایک مکان آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان میری تمام چیزیں آپ ﷺ ہی کی ملکیت ہیں آپ ﷺ انہیں جیسے چاہیں استعمال میں لاسکتے ہیں میرے نزدیک آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے گھر والے ہر شے سے مقدم ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ سمیت اس مکان میں منتقل ہوجائیں۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نہایت ہی صابر و شاکر تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی گفتگو کا انداز حضور نبی کریم ﷺ سے مشابہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی زندگی کا بہترین نمونہ تھیں۔

آپ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ چکی پیتے پیتے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں کئی مرتبہ چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دیتیں کپڑے دھوتیں اور اس کے علاوہ رضائے الٰہی کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی پابندی اور تسبیحات کے لئے بھی وقت نکالتی تھیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے گھریلو حالات چونکہ اتنے اچھے نہ تھے اس لئے اکثر و بیشتر گھر میں فاقہ ہوتا۔ اگر حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو کہیں مزدوری مل جاتی تو گھر میں کھانے کا انتظام ہو جاتا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کبھی حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بے جا فرمائشیں نہ کیں اور نہ ہی کبھی ان سے کسی چیز کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ آٹھ پہر سے بھوکے تھے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو کہیں مزدوری مل گئی اور اس مزدوری کے عوض انہیں ایک درہم ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس ایک درہم سے جو خریدے اور گھر لا کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیئے جنہوں نے اسے چکی میں پیس کر روٹی بنائی اور پھر دونوں نے تناول فرمائی۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازے پر پہنچ کر فرمایا: السلام علیکم بیٹی! میرے ہمراہ ایک شخص بھی ہے کیا ہم اندر آ جائیں؟ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ بابا جان! اس وقت میرے بدن پر ایک پرانی قمیض کے سوا کچھ نہیں اور اس قمیض سے سارا بدن نہیں ڈھانپا جا سکتا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر انہیں پکڑا دی جس سے انہوں نے اپنا بدن ڈھانپ لیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر گھر کے اندر داخل ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حال دریافت کیا تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بابا جان! کل سے فاقہ ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ بیٹی! میں نے خود تین دن سے کچھ نہیں کھایا حالانکہ میں اللہ کا محبوب اور

رسول ہوں اور تمہاری نسبت اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہوں۔ بیٹی! میں نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے اور فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے کندھوں پر رکھا اور فرمایا کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور میں نے تمہارا نکاح اس شخص سے کیا ہے جو دنیا و آخرت میں سردار ہے، تم اپنے شوہر کے ساتھ صبر و شکر سے رہو۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی جس وقت ہوئی وہ وقت دین اسلام کی حقیقی آزمائش کا وقت تھا۔ یکے بعد دیگرے مشرکین مکہ کے ساتھ لڑائیاں اور اس کے علاوہ مدینہ منورہ کے گرد و نواح کے شر پسند اور یہی وجہ تھی کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو کہ دین اسلام کے جانثاروں میں سے تھے وہ گھر کے معاشی حالات کی جانب صحیح طریقہ سے توجہ نہ دے سکے۔ دین اسلام کے لئے جو قربانیاں اس گھرانے نے دی ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ تاریخ کے اوراق میں اس گھرانے کی قربانیاں سنہری حروف میں درج ہیں۔ کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بے پناہ محبت تھی اور دونوں کے درمیان زبردست ذہنی ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کی بات کو سمجھتے تھے اسی لئے مشکل حالات میں بھی دونوں کے درمیان کبھی کوئی لڑائی یا ناچاقی کی بات نہ ہوئی۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ فتوحات کے زمانہ میں بے شمار غلام اور لونڈیاں بطور مالِ غنیمت آئیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر گھریلو کام کاج کے لئے کوئی لونڈی مانگ لیں تا کہ گھریلو کام کاج میں ان کی مدد ہو سکے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر موجود نہ تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کی آؤ بھگت کی اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا مدعا بیان کیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے آنے پر ان سے بات کریں گی۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے گھر واپس تشریف لے گئیں اور پھر جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنے کی اطلاع دی اور ان کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت فوراً آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بیٹی! میں تمہیں فی الحال کوئی لونڈی یا غلام نہیں دے سکتا کیونکہ ابھی مجھے اصحاب صفہ کی خورد ونوش کا بندوبست کرنا ہے اور میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا تا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ نیز فرمایا کہ میں تمہیں آج ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہارے لئے لونڈی اور غلام کی نسبت ہزار ہا درجے بہتر ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم رات کو سوتے وقت اور ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ عمل تمہارے لئے لونڈی اور غلام کی نسبت کئی گنا بہتر ہوگا۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اونٹ کی کھال کا لباس پہن رکھا ہے اور اس میں بھی بے شمار پیوند لگے ہوئے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کا یہ لباس دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ بیٹی! تم دنیا کی تکلیف کا خاتمہ صبر سے کرو اور آخرت کی دائمی خوشیوں کی منتظر رہو اللہ عزوجل تمہیں نیک اجر عطا فرمائے گا۔

ایک مرتبہ دوپہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ گھر سے نکلے۔ آپ ﷺ اس وقت فاقے سے تھے۔ راستہ میں آپ ﷺ کی ملاقات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوئی وہ دونوں بھی فاقے سے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے ان دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم کو لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے باغ میں چلے گئے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک خوشہ اور بکری ذبح کر کے اس کے گوشت

کے کباب بنا کر پیش کئے گئے۔ جب دسترخوان بچھ گیا تو آپ ﷺ نے ایک روٹی پر تھوڑا سا گوشت رکھ کر فرمایا کہ یہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو بھجوا دو وہ کئی دن سے فاقہ سے ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کھانے کو مانگا۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ گھر میں آج تیسرا دن فاقہ سے ہے اور کھانے کو ایک دانہ بھی نہیں ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تم نے مجھ سے ذکر نہیں کیا؟ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھے میرے بابا نے بوقت رخصتی نصیحت کی تھی کہ میں کبھی سوال کر کے آپ رضی اللہ عنہ کو پریشان نہ کروں۔ پس یہی وجہ ہے کہ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ نہ کہا۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مسجد نبوی ﷺ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں اور جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آیا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین دن کے فاقہ کے بعد تھوڑے سے جو لائے تھے جنہیں پیس کر میں نے روٹی بنائی۔ جب میں روٹی بچوں کو کھلانے لگی تو خیال آیا کہ آپ ﷺ کو بھی تھوڑی سی روٹی دے دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے روٹی تناول کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میری بیٹی! میں چار روز سے فاقہ سے ہوں اور چار روز بعد یہ روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو میرے منہ میں پہنچا ہے۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا شدید بیماری میں مبتلا تھیں۔ بخار کی وجہ سے انہیں نیند بھی نہ آ رہی تھی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساری رات جاگتے رہے۔ پچھلے پہر جب آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ لگی تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی سو گئے۔ جب اذان فجر کے وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھ کر نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی ﷺ میں تشریف لے گئے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی نماز کے لئے اٹھیں اور نماز کی ادائیگی کے بعد حسب معمول چکی پیسنا شروع

کردی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ رضی اللہ عنہا کو چکی پیستے دیکھ کر کہا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں خود پر رحم نہیں آتا تم شدید بیمار ہو اور چکی پیس رہی ہو۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جواباً کہا کہ میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے کبھی غفلت نہ برتوں گی یہاں تک کہ مجھے موت آجائے۔ مجھے میرے والد بزرگوار نے اللہ عزوجل کی عبادت اور آپ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بارے میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا تمام مصائب و مشکلات کا مقابلہ نہایت حوصلہ کے ساتھ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کبھی بھی کسی قسم کی تکلیف میں زبان پر شکوہ نہ لاتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی گھریلو کام کاج کے بعد تھکاوٹ کا اظہار نہ کیا اور گھریلو کاموں سے فارغ ہونے کے بعد بلاتاخیر اللہ عزوجل کی بارگاہ میں کھڑی ہو جاتیں اور عبادت و تسبیحات میں مشغول ہو جاتی تھیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی ہمارے موجودہ معاشرے کی عورتوں کے لئے ایک بہترین نمونہ ہے جو دنیا بھر کی تمام آسائشوں کے ہوتے ہوئے بھی یادِ الٰہی سے غافل رہتی ہیں اور اللہ عزوجل کی عطا کی گئی نعمتوں پر شکر بجالانے کی بجائے شکوہ کناں ہوتی ہیں۔ ہمارے مسلم معاشرے کی زبوں حالی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ہم نے اپنے گھروں کو دین اسلام کی تعلیمات سے سنوارنے کی بجائے مغربی معاشرے کی جدتوں کو اپنا لیا ہے جس کی وجہ سے آج ہم تباہی کے دھانے پر کھڑے ہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لاڈلی صاحبزادی کی گھریلو زندگی اور ان کی سیرتِ مبارکہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

عبادت وریاضت

حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت اپنی عبادت وریاضت میں بے مثل ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی سیرتِ مبارکہ کا بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا شہزادیٔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی عبادت وریاضت میں یکتائے روزگار ہیں اور قیامت تک کی عورتوں کے لئے ان کی زندگی ایک مشعل کی مانند ہے جو اندھیروں میں روشنی دکھاتی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ہر فعل میں حضور نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتی تھیں اور کاشانہ نبوت میں پرورش پانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا میں صبر وتحمل اور عبادت وریاضت کا مادہ بدرجہ اتم پایا جاتا تھا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کھانا پکاتے وقت بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ جب بوقت نماز ہمارے گھر کے آگے سے گزرتے تو گھر سے چکی کے چلنے کی آواز سن کر فرماتے یا الٰہی! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو ریاضت وقناعت کی جزائے خیر عطا فرما اور اسے فقر کی حالت میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام سے بھیجا میں جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس وقت سو رہے تھے اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی زبان مبارک سے قرآن مجید کے الفاظ سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی جو کافی دیر تک طاری رہی۔

شہزادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر و بیشتر اپنی والدہ کو صبح سے شام تک عبادت و ریاضت اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ زاری کرتے دیکھا ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کی بیشتر دعائیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اور امت کی بخشش کے لئے ہی ہوتی تھیں۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عبادت کا یہ عام تھا کہ اکثر و بیشتر ساری ساری رات نماز میں گزار دیتی تھیں۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوپہر کے وقت جب موسم شدید گرم تھا میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر کا دروازہ بند اور اور چکی چلنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ میں نے اندر جھانک کر دیکھا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو زمین پر سویا پایا۔ چکی خودبخود چل رہی تھی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا گھوارا خودبخود ہل رہا تھا۔ میں یہ منظر دیکھ کر نہایت حیران ہوئی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شدید گرمی میں میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) روزہ رکھے ہوئے ہے اللہ عزوجل نے اس پر نیند غالب کر دی اور اس کے لئے گرمی کو ختم کر دیا۔ نیز ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے تمام کام سرانجام دیں۔

تجلی گاہِ حق جس تک فرشتے جا نہیں سکتے
وہاں خیر الخلائق خالق اکبر سے ملتا ہے

جود وسخا

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سخاوت کے بے شمار قصے روایات میں موجود ہیں۔ ذیل میں چند ایک کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

نزہۃ المجالس میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جہیز میں ایک قمیض دی تھی۔ شادی کے کچھ عرصہ بعد ایک سائل حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر آیا اور صدا لگائی کہ اے نبی کے گھر والو! میں محتاج ہوں مجھے کچھ عطا کیا جائے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ارادہ کیا کہ اپنی پرانی قمیض اس کو دے دوں پھر خیال آیا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ تم اس وقت تک فلاح نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی وہ شے راہ خدا میں نہ دو جو تمہیں بہت عزیز ہو۔ پس آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی وہ قمیض جو حضور نبی کریم ﷺ نے جہیز میں دی تھی لا کر اس سائل کو دے دی۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمیں کھانا ایک وقت کے بعد میسر آیا۔ میں، بھائی حسین (رضی اللہ عنہ) اور والد بزرگوار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھانا کھا چکے اور والدہ ماجدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کھانا تناول فرمانے لگی تھیں کہ ایک سائل نے دروازے پر آ کر صدا لگائی کہ اے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی! تم پر سلام ہو میں دو وقت سے بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دو۔ والدہ ماجدہ نے جب اس سائل کی صدا سنی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا کھانا مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ یہ کھانا اس سائل کو دے آؤ میں نے ایک وقت کا کھانا نہیں کھایا جبکہ وہ دو وقت کا بھوکا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ بنی سلیم کا ایک شخص

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جادوگر ہیں۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کی بات سنی تو آگے بڑھ کر اس کی گستاخی کا جواب دینے کا ارادہ کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اشارہ سے روک دیا اور اس شخص کو آخرت کے عذاب کے بارے میں بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پر تاثیر باتیں سن کر اس شخص نے معافی مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اسے قرآن مجید کی چند آیات سکھاؤ اور قرآن مجید کے احکامات سے آگاہ کر دو۔ جب وہ شخص یہ سیکھ چکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تمہارے پاس کس قدر مال ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بنی سلیم میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم میں سے کون اسے اونٹ خرید کر دے گا؟ جو اسے اونٹ دے گا اللہ عزوجل اس کو بہترین جزاء عطا فرمائیں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک اونٹنی ہے وہ میں اسے دیتا ہوں۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے جو اس کا سر ڈھانپے گا؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار مبارک اتار کر اس کے سر پر رکھ دی۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کے لئے کھانے کا انتظام کرو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اٹھے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اطراف میں موجود چند گھروں سے کھانے کے بارے میں دریافت کیا لیکن کچھ نہ ملا۔ آپ رضی اللہ عنہ ' حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور تمام واقعہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گوش گزار کیا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تمام واقعہ سن کر آبدیدہ ہو گئیں اور فرمایا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اس خدا کی قسم جس نے میرے والد کو نبی برحق بنا کر بھیجا' ہمارے گھر میں کئی روز سے فاقہ ہے لیکن چونکہ اب تم میرے در پر آئے ہو اس لئے میں تمہیں واپس نہیں بھیجوں گی تم میری یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو کہ یہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہے اسے رکھ لے اور کچھ قرض دے

دے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ چادر لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا پیغام اسے سنا دیا۔ شمعون نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی چادر دیکھی تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ کہنے لگا: اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! اللہ کی قسم! یہ وہی نیک پاکباز لوگ ہیں جن کی خبر اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی تھی۔ میں صدقِ دل سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے والد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر شمعون نے کلمہ طیبہ پڑھا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ پھر اس نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی چادر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو واپس دی اور کچھ جو بھی عطا کر دیئے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ جو لے کر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے شمعون کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور ان جو کو پیس کر روٹی تیار کر کے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بھی فاقہ ہے آپ رضی اللہ عنہا کچھ روٹی اپنے اور بچوں کے لئے رکھ لیجئے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! یہ کھانا اللہ عزوجل کی راہ میں دے دیا ہے اس لئے اب اس میں سے ہمارے لئے لینا درست نہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ کھانا لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور تمام ماجرا گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھانا بنی سلیم کے اس نو مسلم کو عطا فرمایا اور اپنی دختر نیک اختر کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیٹی کے چہرہ کو دیکھا تو وہاں فاقہ اور نقاہت کی وجہ سے زردی چھائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخِ انور آسمان کی جانب اٹھایا اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حق میں یوں دعائے خیر فرمائی

''الٰہی! فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تیری باندی ہے تو اس سے راضی رہنا۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ساری رات محنت کر کے ایک باغ سینچا اور اس کی اجرت میں آپ رضی اللہ عنہ کو چند جو ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ جو لا کر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیئے۔ حضرت سیدہ فاطمہ

الزہرا رضی اللہ عنہا نے جو چکی میں پیس کر آٹا بنایا اور روٹی تیار کی۔ جس وقت کھانے کے لئے سب گھر والے بیٹھے تو اس دوران ایک مسکین نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سارا کھانا اس مسکین کو دے دیا اور دوبارہ کھانا تیار کیا۔ ابھی گھر والے کھانا تناول فرمانے ہی لگے تھے کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آکر دست سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سارا کھانا اس یتیم کو دے دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے لئے کھانا تیار کیا تو ایک مشرک قیدی نے دروازہ پر آکر صدا لگائی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کھانا اس مشرک قیدی کو دے دیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی جس میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے اس فعل کو پسند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

سامانِ بقا کر لے فنا ہونے سے پہلے
اے قطرۂ ناچیز سمندر کی طرف چل
ہے تجھ کو اگر تیرہ نصیبی کا گلہ کچھ
پڑھ صلِ علیٰ بختِ سکندر کی طرف چل

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور پردہ

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت کیا کہ عورتوں کے لئے بہترین چیز کون سی ہے؟ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجھ سمیت خاموش ہو گئے۔ گھر آ کر میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ عورتوں کے لئے سب سے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی مرد کو نہ دیکھیں اور نہ ہی کوئی مرد ان کو دیکھ سکے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فوراً حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سوال کا جواب پیش کیا اور کہا کہ مجھے یہ جواب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بتایا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم ﷺ کے خادم خاص تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کے گھر کے ایک فرد کی مانند تھے وہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پردہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ان کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے ہاتھ بڑھایا اور مجھے بچہ پکڑا دیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا جس طرح آج کل عورتوں کا جنازہ لے کر جایا جاتا ہے

ان کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا اور عورتوں کی جسامت بھی دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حبشہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ جب عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اس پر تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوار کر چارپائی پر کمان کی مانند باندھ کر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے جنازہ کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ عورت کا جنازہ ہے اور پردہ بھی برقرار رہتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ بھی اسی طرح اٹھانا اور تمہارے اور میرے شوہر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ محشر ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ اے میدانِ حشر میں جمع ہونے والو اپنی نگاہوں کو نیچا کرلو یہاں تک کہ حضرتِ سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا وہاں سے گزر جائیں۔ روزِ محشر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ستر ہزار حورعین باندیوں کی مانند ہوں گی اور آپ رضی اللہ عنہا پل صراط سے بجلی کی مانند گزر جائیں گی۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ' نابینا صحابی حضرت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر گئے تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان سے پردہ کرلیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے ان سے پردہ کیوں کرلیا یہ تو نابینا ہیں؟ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ باباجان! وہ نابینا ہیں جبکہ مجھے نظر آتا ہے۔

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

نورِ فاطمہ رضی اللہ عنہا

نزہۃ المجالس میں منقول ہے کہ جب ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو تخلیق کیا گیا اور نورِ محمدی ﷺ کو آپ علیہ السلام میں تفویض کیا گیا تو آپ علیہ السلام کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ آپ علیہ السلام کا دایاں رخسار سورج کی شعاعوں پر اور بایاں رخسار چاند کی روشنی پر غالب تھا۔ پس جب حضرت حوا علیہا السلام کو تخلیق کیا گیا تو وہ بھی بے پناہ حسن کی مالک تھیں۔ جس وقت دونوں جنت میں تھے تو ایک روز پھرتے ہوئے ان کے درمیان یہ موضوع زیرِ بحث آیا کہ اللہ عزوجل نے ہم سے زیادہ کسی کو حسین پیدا نہیں فرمایا۔ ابھی دونوں کے درمیان یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق انہیں لے کر جنت کے ایک محل میں چلے گئے جو سرخ یاقوت کا بنا ہوا تھا۔ اس محل کے اندر زمرد کے پایوں والا ایک سنہری تخت بچھا ہوا تھا جس پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس لڑکی کے سرِ مبارک پر سونے کا تاج تھا اور جسم مبارک سے نور کی شعاعیں بلند ہو رہی تھیں۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے جب یہ سراپا دیکھا تو بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی! یہ کون ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ یہ لڑکی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ الٰہی! اس کا شوہر کون ہوگا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ انہیں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر سے ملوائیں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں لے کر ایک اور دروازے کی جانب بڑھ گئے۔ جب اس دروازے کو کھولا گیا تو سونے کے ایک تخت پر ایک خوبصورت نورانی چہرے والا نوجوان تشریف فرما تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ بن ابوطالب ہیں اور ان کا نکاح حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

سے ہوگا۔ حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے اس مبارک جوڑے کو دعا دی اور وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔

پس اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی تخلیق کے بعد اللہ عزوجل نے پنجتن پاک کو مکمل کرتے ہوئے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے نور کو تخلیق فرمایا جو اپنے حسن و جمال میں سب سے اعلیٰ و افضل ہیں۔

سیرتِ مبارکہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی گفتگو اپنی چال اور اپنے حسن خلق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتی تھیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا استقبال:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لئے تشریف لاتی تھیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نشست سے کھڑے ہو جاتے اور انہیں پیار و محبت سے اپنے ساتھ بٹھاتے اور ان کی نہایت عزت و توقیر کرتے تھے۔

نور مشرق و مغرب میں چھا گیا:

نزہتہ المجالس میں منقول ہے کہ جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو سلام کہتا ہے اور اللہ عزوجل نے سندس اخضر جو کہ جنتی عورتوں کا خاص لباس ہے وہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو اللہ عزوجل کا سلام اور تحفہ پہنچایا۔ حضرت

سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب وہ لباس زیب تن کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کا نور مشرق و مغرب میں چھا گیا۔

ہمارا طریقہ دوسروں کو نا امید کرنا نہیں:

شواہد النبوۃ میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ مہاجرین وانصار کی کچھ عورتیں ایک جگہ جمع ہوئیں تو انہوں نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے درخواست کی کہ وہ بھی ان کے اس اجتماع میں شامل ہوں۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس اس اجتماع میں جانے کے لئے مناسب لباس نہ تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہا نے تامل کا اظہار کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب علم ہوا تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بیٹی! تم جاؤ دوسروں کو مایوس کرنا اچھا نہیں اور ہمارا طریقہ ہے کہ ہم دوسروں کو نا امید نہیں کرتے۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر اس اجتماع میں شامل ہو گئیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا اس اجتماع سے لوٹیں تو چہرہ پر تاسف کے آثار تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کو دلاسہ دیا اور اس اجتماع میں شامل ایک عورت کو بلوا بھیجا۔ جب وہ عورت تشریف لائی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے اس اجتماع کی بابت دریافت کیا تو اس عورت نے بتایا کہ اس اجتماع میں حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا لباس سب سے زیادہ فاخرہ تھا اور ہم تمام عورتیں ان کے لباس پر رشک کر رہی تھیں۔ جب وہ عورت چلی گئی تو حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ مجھے اپنے عمدہ کپڑے نظر کیوں نہ آئے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا لباس یہی تھا لیکن وہ تمہارے جسم سے لگنے کی وجہ سے ان تمام عورتوں کے لباسوں سے عمدہ تھا۔

کلام کی سچائی:

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنی گفتگو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سچائی کا عنصر نمایاں رکھتی تھیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ کلام میں سچا کوئی نہیں دیکھا سوائے ان کو پیدا کرنے والے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول:

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی غزوہ میں شمولیت کے لئے یا پھر کسی سفر کی غرض سے نکلتے تو سب سے آخر میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور جب بھی کسی غزوہ یا سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر ہی تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتیں تو ان کے ہاتھ چومتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے۔

سادگی:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی نہایت سادگی پسند تھیں۔ ایک مرتبہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کسی عزیز کی شادی میں جاتے وقت آپ رضی اللہ عنہا کو عمدہ کپڑے اور زیورات پہننے کے لئے دیئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان زیورات اور کپڑوں کو پہننے سے انکار کر دیا اور سادہ حالت میں ہی شادی میں جانے کو ترجیح دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی اس حالت کو سراہا۔

احکم الحاکمین تمہیں تمہاری شرارتوں کی سزا دے گا:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گئے تو مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی لا دی۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت بچی تھیں انہیں معلوم ہوا تو بھاگی ہوئی آئیں اور اس اوجھڑی کو ہٹانا شروع کر دیا۔ مشرکین مکہ اس وقت دور کھڑے تالیاں بجا کر ہنس رہے تھے۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ

احکم الحاکمین عنقریب تمہیں تمہاری شرارتوں کی سزا دے گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد اس فعل کے مرتکب تمام مشرکین غزوۂ بدر میں جہنم واصل ہو گئے۔

دعائے خیر و برکت:

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کے گھر کے دروازے پر ایک رنگین پردہ لٹکا ہوا ہے اور پھر جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملے تو ان کے ہاتھ میں چاندی کے دو کنگن دیکھے۔ آپ ﷺ بغیر کچھ گفتگو کئے واپس لوٹ آئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب حضور نبی کریم ﷺ کا رویہ دیکھا تو بے تحاشا رو پڑیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ کے غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام سے تشریف لائے۔ انہوں نے جب آپ رضی اللہ عنہا کو روتے دیکھا تو رونے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سارا ماجرا انہیں سنایا اور اپنے دونوں کنگن اور دروازے کا پردہ اتار کر انہیں دے دیا اور کہا کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا کہ وہ اسے راہِ خدا میں خرچ کر دیں۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ جب وہ چیزیں لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی اور ان اشیاء کو فروخت کر کے ان کی قیمت اصحابِ صفہ کے خرچ کے لئے وقف کر دی۔

جہنم کی زنجیر:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گلے میں اس وقت سونے کی ایک زنجیر تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے وہ زنجیر حضور نبی کریم ﷺ کو دکھائی اور کہا کہ یہ مجھے ابوالحسن (حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) نے دی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تمہیں اچھا لگتا ہے کہ لوگ

کہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں جہنم کی زنجیر ہو؟ یہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ زنجیر فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک غلام آزاد کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں جس نے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو دوزخ سے نجات عطا فرمائی۔

بھوک نے کبھی اذیت نہیں دی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کوہِ صفا پر حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ عزوجل نے مجھے زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے فقر و فاقہ اختیار کیا ہے اور میں اور میرے اہل بیت اس پر راضی ہیں۔ چنانچہ ایک روز حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوئیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کا چہرہ فاقہ کشی کی وجہ سے زرد ہو رہا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردن پر ہاتھ پھیرا اور ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔ اس دن کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے چہرہ سے بھوک کے آثار جاتے رہے اور بھوک نے انہیں کبھی اذیت نہ دی۔

استغناء:

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ چالیس اونٹ کی کتنی زکوٰۃ ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارے لئے ایک اونٹ ہی زکوٰۃ ہے اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو وہ میں تمام کے تمام اللہ عزوجل کی راہ میں دے دوں۔

وعدہ ایفا ہو گیا:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کے آخری روزے میں

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ضد کی کہ ہمیں عید کے لئے نئے کپڑے بنوا دیں۔ گھر میں اس وقت نہایت تنگدستی کا عالم تھا اور نئے کپڑے بنانے بہت مشکل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان کی ضد کے آگے وعدہ کرلیا کہ تم دونوں عید پر نئے کپڑے ہی پہنو گے۔ اس رات آپ رضی اللہ عنہا ساری رات جاگتیں رہیں اور اللہ عزوجل کی عبادت میں مشغول رہیں۔ تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہا کہ الٰہی! میں تیری کنیز ہوں اور تو میرے وعدے کو پورا فرمانے والا ہے۔ الٰہی! تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی کبھی جھوٹا وعدہ کیا ہے۔ الٰہی! میں نے اپنے بچوں سے کپڑوں کا جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما دے۔ صبح ہوئی تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہم نے اپنے کپڑے مانگے تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں ابھی لے کر آتی ہوں۔ اسی وقت اللہ عزوجل نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا اور وہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے لئے جنت کے دو جوڑے لے کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچے اور انہیں پیش کر دیئے۔

حق ہمسائیگی:

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جو دین اسلام کا سخت دشمن تھا۔ اللہ عزوجل نے اس یہودی کو ہدایت بخشی اور وہ اپنے اہل خانہ سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس یہودی کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس کے خاندان نے اس کا بائیکاٹ کر دیا۔ خاندان کی جانب سے بائیکاٹ کرنے کی وجہ سے اس کا کاروبار ختم ہو گیا اور وہ نہایت مفلسی کی زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی بیوی انتقال فرما گئی۔ چونکہ اس کے خاندان والوں نے اس کا بائیکاٹ کر رکھا تھا اس لئے اس کے گھر میں اس کی بیوی کی میت پڑی تھی اور کوئی غسل دینے والا نہ تھا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جب علم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا اپنی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ اس کے گھر گئیں اور حق ہمسائیگی ادا کرتے ہوئے اس کی بیوی کو غسل دے کر کفن پہنایا۔

سارے جہان کی نعمتیں مل گئیں:

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ چکی پیس رہی تھیں کہ ان کے کانوں میں پڑوسی عورت کی دردناک آواز سنائی دی۔ آپ رضی اللہ عنہا اس کی آواز سنتے ہی بے چین ہوگئیں اور اپنی خادمہ حضرت فضہ رضی اللہ عنہا کو لے کر اس کے گھر چلی گئیں۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ عورت دردِ زہ میں مبتلا ہے اور اس کی حالت نہایت خراب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے گھر والوں کو تسلی دی اور اس عورت کی اچھے طریقہ سے خدمت کی جس سے اس کا بچہ صحیح سلامت پیدا ہوگیا اور اس عورت کی جان بھی بچ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا جب گھر لوٹیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے چہرہ پر ایسی سرشاری طاری تھی جیسے سارے جہان کی نعمتیں مل گئی ہوں۔

تمام اچھے کھانے آگ پر ہی پکتے ہیں:

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 'حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر دوپہر میں گوشت تناول فرما رہے تھے۔ جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو کا پانی لے آئیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا نے ایک موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ اس قول کا مفہوم نہ سمجھ سکیں اس لئے کہا کہ بابا جان! وضو کر لیجئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمام اچھے کھانے آگ پر ہی پکتے ہیں۔

۞۞۞

فضائل و مناقب

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا خاتونِ جنت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کو چلانے والی ہیں۔ ذیل میں حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر کے اقوال پیش کئے جا رہے ہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو سارے جہاں اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے میری پیاری بیٹی! کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تم سارے جہان کی عورتوں کی سردار ہو۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران بھی تو ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار ہو اور تمہارے شوہر علی (رضی اللہ عنہ) دنیا و آخرت کے سردار ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، حضرت مریم رضی اللہ عنہا بنت عمران اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بنت مزاحم ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور اپنی بخشش کے لئے

دعا کرواؤں۔ والدہ محترمہ نے مجھے اجازت دے دی تو میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مغرب اور عشاء کی نماز میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ ﷺ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد گھر روانہ ہونے لگے تو میں پیچھے چل پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کیا حاجت ہے؟ تمہیں اور تمہاری ماں کو اللہ بخشے ابھی ایک فرشتہ میرے پاس آیا جو اس سے قبل میرے پاس نہیں آیا تھا۔ اس نے اللہ کا سلام مجھے پیش کیا اور بشارت دی کہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور حسنین (رضی اللہ عنہم) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔

حضرت جمیع بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور پھر میں نے عرض کیا کہ مردوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کے شوہر علی (رضی اللہ عنہ)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب بھی کسی غزوہ یا سفر کے لئے مدینہ منورہ سے روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور جب واپس لوٹتے تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سب سے پہلے تشریف لے جاتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے منقش چادر اوڑھ رکھی تھی۔ یہ چادر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اپنی چادر میں داخل کر لیا اور پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ میرے گھر والوں سے ہر قسم کی

ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں صاف ستھرا کر دے۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اس وقت میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تھی۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہا کی دایہ کے فرائض انجام دیئے۔ بوقت ولادت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کے کوئی خون وغیرہ نہ نکلا تو میں نے اس کیفیت کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نہیں جانتیں کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) طاہرہ ومطہرہ ہے اور اس کو خونِ حیض نہیں آتا۔

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کون ہیں اور کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اہل بیت نہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اہل بیت ہیں لیکن ایک اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ وزکوٰۃ حرام ہے اور ان میں حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد' حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد' حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد شامل ہے۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے یہ بات زیادہ پیاری ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے تعلق استوار کروں۔ نیز فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام یہ ہے کہ ان کے اہل بیت کا احترام کیا جائے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے دعا فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بھی دعا فرمائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ تو اپنے گھر کے دروازے پر چبوترہ نہیں بنائے گا اور کبھی کسی امیر سے مانگنے نہیں جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اس وقت آرام فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! بے شک میں' تو اور یہ سونے والا' حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سب قیامت میں ایک ہی جگہ پر ہوں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حسنین (رضی اللہ عنہم) ان کی والدہ اور مجھ سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اٹھنے' بیٹھنے' حسن سیرت' حسن معاملہ اور شکل وصورت میں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھتے تو ان کا بوسہ لیتے اور انہیں اپنے ساتھ بٹھاتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے زیادہ کوئی بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت نہیں رکھتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور جس نے ان کو راضی کیا اس سے میں راضی ہوگیا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے غضبناک ہونے پر غضبناک ہو جاتا ہے اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے راضی ہونے سے راضی ہو جاتا ہے۔

حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی

میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اور جو کوئی اس سے دشمنی رکھے گا وہ جہنم واصل ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی الفت سو جگہ نفع پہنچاتی ہے اور ان جگہوں میں سے چند ایک موت کے وقت' قبر میں حساب و کتاب کے وقت' میزان اور پل صراط کے وقت اور روزِ محشر حساب کے وقت شامل ہیں اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جس شخص سے خوش ہوگی میں اس سے خوش ہوں گا اور اللہ بھی اس سے خوش ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جس سے ناراض ہوگی اس سے میں بھی ناراض ہوں گا اور اس سے اللہ بھی ناراض ہوگا اور جو شخص ان کے شوہر علی (رضی اللہ عنہ) اور ان کی اولاد پر ظلم کرے گا اس کے لئے ہلاکت ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزِ محشر ندا ہوگی کہ اے میدانِ حشر میں جمع ہونے والو! اپنی نگاہوں کو نیچا کر لو کیونکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آ رہی ہے اور پھر آپ رضی اللہ عنہا ستر ہزار حوروں کے ساتھ آئیں گی اور برق کی رفتار سے وہاں سے گزر جائیں گی۔

روایات میں آتا ہے کہ بروزِ محشر حوریں جنت کے باغات چھوڑ کر میدانِ حشر میں جمع ہوں گی تاکہ وہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا استقبال کر سکیں اور آپ رضی اللہ عنہا حوروں کے جھرمٹ میں جنت الفردوس میں داخل ہوں گی۔

تفسیر روح المعانی میں منقول ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں میں سب سے پہلے جنت میں میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) داخل ہوں گی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ کی دائیں اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں

میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جنت کے باغات میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک نور بلند ہوگا۔ گمان یہی ہوگا کہ سورج طلوع ہوا ہے۔ پھر اہل بیت ایک دوسرے سے کہیں گے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ جنت میں سورج نہیں ہے تو پھر اللہ عزوجل انہیں فرمائے گا کہ یہ نور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مسکراہٹ کا نور ہے جس سے جنت کے باغات چمک اٹھے ہیں۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنی خوش قسمتی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لاڈلی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کیا اور ان کی اور ان کے بچوں کی وجہ سے میں اہل بیت کہلایا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئیں تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ستر ہزار ملائکہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سربراہی میں تکبیر پڑھتے ہوئے اور ستر ہزار ملائکہ حضرت میکائیل علیہ السلام کی سربراہی میں تکبیر پڑھتے ہوئے ہمراہ تھے۔

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک فاطمہ (رضی اللہ عنہا) پاک ہیں اور ان کی اولاد پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کو حرام فرما دیا ہے۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ ایک صابرہ، دین دار، قناعت پسند، شکر گزار اور بھلائی کے کام کرنے والی خاتون تھیں۔

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لئے دعا فرمائی کہ وہ کبھی بھوکی نہ رہیں چنانچہ اس دعا کے بعد

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراؓ کبھی بھوکی نہ رہیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراؓ کے فضائل ومناقب کے لئے یہی الفاظ کافی ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کی اولادِ پاک میں سے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراؓ کی اولادِ پاک کو زندہ رکھا اور انہی کی نسل آگے چلی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی لاڈلی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراؓ اور ان کی اولاد کو اپنے اہل بیت کہا اور ان پر صدقہ وزکوٰۃ کو حرام قرار دیا۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہراؓ ان چند خواتین میں شامل ہیں جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے جنت کی بشارت دی اور آپؓ کو جنت کی خواتین کا سردار کہا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال کی خبر آپؓ کو دی اور آپؓ کو بشارت بھی دی کہ میرے اہل وعیال میں سب سے پہلے تم مجھ سے آ کر ملو گی اور ہماری ملاقات حوضِ کوثر پر ہو گی۔

کوئی عالم ہو انہیں کا نام ہے وردِ زباں
اِک نغمہ ہے جسے ہر ساز پر گاتے ہیں ہم
زندگی کی ہر کٹھن منزل میں جب بھی دیکھئے
آپ کے نقشِ قدم کو رہنما پاتے ہیں ہم

حج بیت اللہ شریف

مجھ کو بھی ساتھ جانب گلزار لے چلو
اے رہروانِ کوچۂ دلدار لے چلو
ہیں جس دیارِ پاک پہ ہر آن رحمتیں
پیہم جہاں ہے بارشِ انوار لے چلو

۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ جب چالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کے اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی ان کے ہمراہ تھے۔

مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اور طواف بیت اللہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنی والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار پاک واقع جنت المعلیٰ میں تشریف لے گئیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا چونکہ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائی تھیں اور والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا اپنی والدہ ماجدہ کے مزار پاک پر حاضر ہوئی تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے والہانہ آنسو جاری ہو گئے۔ والدہ کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا چھوٹی تھیں مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہا کو والدہ ماجدہ کا شفقت بھرا انداز یاد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو وہ دن بھی یاد تھے جب والدہ ماجدہ اور والد بزرگوار نے شعب ابی طالب

میں انتہائی مشکل وقت گزارا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا جب والدہ ماجدہ کے مزارِ پاک سے رخصت ہونے لگیں تو آپ رضی اللہ عنہا کا دل آنسو بہانے کی وجہ سے نرم ہو چکا تھا۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس دوران جتنے روز بھی مکہ مکرمہ میں رہیں جنت المعلیٰ میں اپنی والدہ ماجدہ کے مزارِ پاک اور اپنے آباؤ اجداد کی قبور پر حاضر ہوتی رہیں۔

ایک طوفانِ طلب روح میں پیدا کر کے
چھپ گئے آپ کہاں حشر یہ برپا کر کے
یہ بات تو سچ ہے وہ قریب رگِ جاں میں
لیکن بڑی دوری ہے یہ قربِ رگِ جاں بھی

حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اور کیفیت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

۱۰ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ اپنے اہل وعیال کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کا آخری حج تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ پر قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین کے مکمل ہونے کا اشارہ دیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر تمام حاضرین کو گواہ بنایا۔ بعدازاں آپ ﷺ نے اپنے مختلف خطبات میں اس جانب اشارہ فرمایا کہ میں عنقریب تم سے جدا ہونے والا ہوں۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مسجد نبوی ﷺ میں موجود تھے حضور نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اس وقت آپ ﷺ کے سر مبارک پر مرض کی شدت کی وجہ سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے ہمیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں اس وقت حوض کوثر پر موجود ہوں۔ نیز فرمایا کہ اللہ کا ایک بندہ ہے جس پر دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی ہے مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی آپ ﷺ کی بات نہ سمجھ سکا۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زاروقطار رونے لگے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں ہم اپنی ہر شے آپ ﷺ پر قربان کردیں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے اس مختصر سے خطاب کے بعد منبر سے اتر آئے اور واپس حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے۔

۱۱ھ ماہِ صفر کے اواخر میں حضور نبی کریم ﷺ جب ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں مقیم تھے آپ ﷺ کے مرض نے شدت اختیار کر لی۔ اس دوران دیگر تمام ازواج آپ ﷺ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ان سب سے اس بات کی اجازت طلب کی کہ اگر وہ کہیں تو میں عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ میں منتقل ہو جاؤں اور دورانِ مرض وہیں قیام پذیر رہوں۔ تمام ازواج نے آپ ﷺ کو اس کی اجازت دے دی اور وقتاً فوقتاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لانے لگیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا۔ جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کی عیادت کے لئے تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ رو پڑیں۔ پھر دوبارہ آپ ﷺ نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ مسکرا پڑیں۔ میں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو وہ ٹال گئیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ پھر اصرار کر کے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے مجھے اپنے وصال کی خبر دی جس کو سن کر میں رو دی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے آن ملو گی جس کو سن کر میں مسکرا دی۔

حضرت علاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو میرے وصال پر تم رونا مت اور جب میں وصال فرما جاؤں تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا اس لئے کہ ہر انسان کے لئے مشکل کے وقت اس آیت کو پڑھ لینے سے اس مشکل کا عوض ملتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ آپ ﷺ سے بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا

کہ ہاں مجھ سے بھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی پیشگی خبر سن کر مدینہ منورہ کے ہر مرد و عورت نے رونا شروع کر دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر تشریف لائے اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ عزوجل ہی کے لئے ہیں۔ اے لوگو! تمہاری تعداد کثیر ہو جائے گی اور انصار کی تعداد کم ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ کھانے میں نمک کی مانند رہ جائیں گے۔ پس تم میں سے جو لوگوں کے امور کا والی ہو اسے لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کی گستاخیوں کو درگزر فرماتا رہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب مرضِ وصال کی کیفیت طاری ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا اور فرمایا کہ وہ اپنے بچوں کو بھی ساتھ لے کر آئیں۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو پیار کرتے ہوئے انہیں دعائیں دیں اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت فرمائی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض کی شدت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز جنت البقیع تشریف لے گئے اور اہل قبور کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ احد میں تشریف لے گئے اور اپنے چچا سید الشہداء حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے احد کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض مزید شدت اختیار کر چکا تھا۔ اس دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک کا پردہ سرکا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اجتماع کو دیکھتے اور ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ دورانِ مرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ نماز کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت امامت فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ کو سن کر

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے انہیں منع فرمادیا اوران کی معیت میں نماز ادا فرمائی۔

حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب مرض الموت میں مبتلا دیکھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر موت کے آثار دیکھتا ہوں اوراس وقت ان کے چہرہ مبارک کی جو کیفیت ہے ایسی کیفیت اولادِ عبدالمطلب پر موت کے وقت طاری ہوتی ہے۔

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو حضرت عزرائیل علیہ السلام، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اورانہیں اللہ عزوجل کا پیغام دیا کہ اللہ عزوجل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تمنا رکھتے ہیں کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان سے ملنے کے لئے بے قرار ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرار میں سر ہلا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر آناً فاناً سارے مدینہ میں پھیل گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زاروقطار روتے ہوئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے باہر جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اس وقت سارے مدینہ پر سوگ کی کیفیت طاری تھی۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا بھی اسی وقت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں پہنچ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا یتیم ہوچکی تھیں اور والدہ ماجدہ کے وصال کے بعد جس طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کی غمگساری کی تھی اب آپ رضی اللہ عنہا کی غمگساری کرنے والا اس جہانِ فانی سے پردہ فرماچکا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں مدفون کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد بزرگوار کے روضہ مبارک پر آئیں اور قبر مبارک کی مٹی لے کر آنکھوں پر ملتے ہوئے بے تحاشا روتی رہیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا انہیں یاد کرکے زاروقطار رویا کرتی تھیں یہاں تک کہ انہوں نے بھی وصال پایا۔

حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے

بعد کبھی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو مسکراتے نہیں دیکھا سوائے اس وقت جب آپ رضی اللہ عنہا مرض الموت میں مبتلا ہوئیں اور بیماری کی شدت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدید ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت دیکھ کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آج کے بعد میرے والد بزرگوار پر کوئی تکلیف نہ آئے گی۔ پھر اس دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ جب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سپردِ خاک کر چکے تو آپ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا کہ اے انس (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہارے نفوس نے اس بات کو پسند کرلیا کہ تم نے محبوبِ خدا' سرکارِ دوعالم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالی؟

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی غضبا جو آخری وقت تک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ استعمال رہی روایات کے مطابق وہ اونٹنی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں سر رکھ کر بیٹھ گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے پیار کرنا شروع کیا تو وہ رونا شروع ہوگئی اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس پر اپنا کمبل ڈال دیا۔ تین روز بعد جب اس کمبل کو اٹھا کر دیکھا گیا تو اس میں اونٹنی کا کوئی نام و نشان باقی نہ تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک روز حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہوئیں اور چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم حسب ذیل ہے:

> ''جب شوقِ ملاقات شدت کی صورت اختیار کر جاتا ہے تو روتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کو آجاتی ہوں اور اس بات کا گلہ کرتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب نہیں دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پرنور میں آرام فرمارہے ہیں اور میری گریہ وزاری کو دیکھ رہے ہیں اور ان تمام مصائب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد ہی میرے دل کا سکون ہے۔

آپ ﷺ بظاہر تو میری نظروں سے پوشیدہ ہیں مگر میرے دل میں
آپ ﷺ کی یاد اب بھی زندہ ہے۔ میری جان رنج وغم میں گھری
ہوئی ہے کاش یہ جان اسی غم سے نکل جائے۔ آپ ﷺ کے بعد
میرے جینے کی کوئی بہتری نہیں ہے اور میں اس خوف سے روتی ہوں
کہ کہیں میری زندگی لمبی نہ ہو جائے۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام تر توجہ عبادتِ الٰہی پر مرکوز فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کا ہر طرح سے دھیان رکھتیں اور انہیں مختلف قسم کی نصیحتیں بھی کرتی رہتی تھیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حتی الامکان کوشش کرتے کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کو خوش رکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گریہ میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کو بھی موت کا بلاوا آ گیا۔

اے شہِ ہاشمی لقب قدرتِ رب کے شاہکار
آپ ﷺ کے در کے ہیں گدا امیر و وزیر و تاجدار
آپ ﷺ کے ذکر و فکر سے روح کو مل گیا قرار
مظہر شانِ کبریا! آپ ﷺ پہ جان و دل نثار

❖❖❖

خلافت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور غلط روایات

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول منتخب کیا گیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے اگلے روز حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہم میں سے آگے بڑھے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے امید تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے اور ہم لوگوں کا انتظام کر جائیں گے۔ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم میں ایک اور نور کو باقی رکھا ہے اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار ساتھی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور دو میں سے ایک ہیں۔ اب ہمارے لئے مقدم یہ ہے کہ ہم حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کر لیں۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ خطاب کرنے کے بعد منبر سے نیچے اترتے تو تمام لوگوں نے آگے بڑھ کر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کرنا شروع کر دی۔

ابن جبر اور سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہم کی روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا تم لوگوں پر اس خلافت کے بارے میں قریش کا چھوٹا گھرانا غالب آ گیا؟ اگر تم چاہو تو میں سواروں اور پیادوں کا لشکر جمع کر دوں؟ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ہمیشہ اسلام اور اہل اسلام کے دشمن رہے لیکن تمہاری یہ دشمنی اسلام کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکی۔ بے شک ہم نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ کو اس منصب کا اہل پایا اور ہم نے ان کے دست حق پر بیعت کی۔

بعض غلط روایات میں کہا گیا ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے درمیان باغ فدک کے معاملہ پر اختلافات پائے جاتے تھے جو کہ سراسر غلط ہیں۔ فدک وہ باغ ہے جو غزوۂ خیبر کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں آیا۔ غزوۂ خیبر کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اہل فدک کی جانب روانہ کیا اور انہیں فرمایا کہ وہ اہل فدک کو اسلام کی دعوت دیں اور اگر وہ اس دعوت کو رد کر دیں تو انہیں کہہ دو کہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔ جب حضرت محیصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل فدک کے پاس پہنچے تو انہوں نے باہم مشورہ سے یہ اعلان کر دیا کہ ہم فدک کی نصف زمین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں دیتے ہیں باقی نصف زمین ہماری ملکیت میں رہے گی۔ چنانچہ اس دن کے بعد سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک کی زمین جو کہ باغات تھے ان کی آمدنی اپنے خاندان بنو ہاشم اور اپنی ذاتی ضروریات پر خرچ کرنا شروع کر دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہو گئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ جاری رکھا اور ان کی ہر قسم کی مالی اعانت فرمائی۔ جہاں تک فدک کے باغات کا معاملہ ہے تو اس بارے میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بیان کیا کہ نبی کی جائیداد تمام امت کے لئے وقف ہوتی ہے اور کسی ایک کی ملکیت نہیں ہوتی۔ پھر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی اس فرمان سے آگاہ تھیں اور انہوں نے بھی کسی قسم کا کوئی مطالبہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر رنج والم کی کیفیت میں تھیں پھر آپ رضی اللہ عنہا کس طرح ان باغات کی ملکیت کا دعویٰ کر سکتی تھیں۔ صحیح روایات سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے درمیان کسی قسم کی کوئی ناچاقی نہ تھی۔ پھر حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ میں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کبھی دنیاوی چیزوں کو کچھ اہمیت نہ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ کیونکر دنیاوی امور میں دلچسپی ظاہر کر سکتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے درمیان تعلقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی نہایت خوشگوار رہے اور آپ رضی اللہ عنہا' حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مالی و جانی قربانی سے بھی واقف تھیں اور جانتی تھیں کہ انہوں نے ہر مشکل موقع پر دین اسلام اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے بھی واقف تھیں کہ میں نے تمام انسانوں کے احسانوں کا بدلہ چکا دیا اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے احسانوں کا بدلہ اللہ عزوجل خود دے گا۔ پس ان تمام باتوں سے واقف ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کیونکر ان سے اختلاف رکھ سکتی تھیں جبکہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی آپ رضی اللہ عنہا اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کی مالی اعانت جاری رکھی تھی۔

اب جہاں تک بات ہے فدک کے باغات کی تو وہ بیت المال کا حصہ تھے کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تمام املاک و جائیداد وقف ہوتی ہے اور اس میں سے کسی گھر والے یا عزیز کو اختیار نہیں ہوتا کہ وہ انہیں اپنے ذاتی مصارف کے لئے استعمال میں لا سکے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان بھی کسی قسم کا کوئی اختلاف اس معاملہ پر نہیں ہوا اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرح حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کرنے میں سبقت حاصل کی۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ سے آگاہی حاصل تھی تو پھر ان دونوں کے مابین بھی اختلافات کیونکر ہو سکتے تھے جبکہ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم ہر مشکل گھڑی میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ رہے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت کے معترف تھے اس لئے اپنے دورِ خلافت میں بننے والی مجلس شوریٰ کا رکن آپ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور ہر اہم معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی رائے

کو فوقیت دی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اسی طرح احترام کرتے تھے جس طرح آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کی خبر جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ رضی اللہ عنہ رو دیئے اور فرمانے لگے: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے آپ رضی اللہ عنہ ساری قوم میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا ایمان سراپا اخلاقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے یقین میں کسی کو سبقت حاصل نہیں رہی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں آپ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ امین تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ نزدیک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ہماری طرف سے سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہ کو آپ رضی اللہ عنہ کے تمام نیک کاموں کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب سب نے انہیں جھٹلایا اور اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: وہ (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) صدق لے کر آئے اور اس (حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نے اس کی تصدیق کی۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام درہم و دینار نہیں چھوڑتے تھے بلکہ وہ اپنا وارث علماء کو بناتے تھے کیونکہ ان کی ملکیت علم تھا اور وہ علم کو تقسیم کرنے والے تھے۔ پس انبیاء کرام علیہم السلام کی میراث علم ہے اور صحیح علمائے دین اس کے وارث ہیں۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان غلط روایات کی بجائے ان اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی روابط اور ان کے باہمی تعلقات کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے رنج و الم میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی طبیعت روز بروز گرتی چلی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر روزہ رکھنے لگیں اور کثرتِ عبادت میں مشغول رہنے لگیں۔ اس کے علاوہ گھر میں بچوں اور شوہر کی ذمہ داری بھی تھی جسے آپ رضی اللہ عنہا نہایت احسن طریقے سے نبھانے کی کوشش کرنے لگیں۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب آپ رضی اللہ عنہا کی علالت کی اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے تشریف لائے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا جس طرح آج کل عورتوں کا جنازہ لے کر جایا جاتا ہے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا اور عورتوں کی جسامت بھی دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حبشہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ جب عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اس پر تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوا کر چارپائی پر کمان کی مانند باندھ کر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے جنازہ کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ عورت کا جنازہ ہے اور پردہ بھی برقرار رہتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ بھی اسی طرح اٹھانا اور تمہارے اور میرے شوہر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے روز جب گھر تشریف لائے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے بیماری اور کمزوری کے باوجود آٹا گوندھا اور اپنے ہاتھ سے روٹیاں پکائیں۔ پھر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بچوں کے کپڑے دھوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں نے تمہیں کبھی دو کام اکٹھے نہیں کرتے دیکھا آج تم کام اکٹھے کر رہی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رات خواب میں اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے منتظر تھے میں نے عرض کیا کہ میری جان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں نکل رہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! میں بھی تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ پس اس خواب کے بعد میں نے جان لیا کہ میرا اس دنیا میں یہ آخری دن ہے اور میں اب اس دنیا سے پردہ فرمانے والی ہوں۔ میں نے یہ روٹیاں اس لئے پکائی ہیں کہ کل جب آپ رضی اللہ عنہ میرے غم میں مبتلا ہوں تو میرے بچے بھوکے نہ رہیں اور کپڑے اس لئے دھودیئے ہیں کہ میرے بعد جانے کون کپڑے دھوئے۔ حضرتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی اور اب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی اور خاتونِ جنت کی جدائی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے ایک کاری زخم سے کم نہ تھی۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جب آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھی تو فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہ) غم نہ کریں اور جیسے آپ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے صبر کیا اب بھی صبر کیجئے بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ میرے بچوں کو کھانا کھلا دیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جب انہیں کھانے کے لئے جمع کیا تو انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم اپنی والدہ کے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔ اس دوران حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بچوں کو ان کے نانا محبوبِ خدا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔ ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بچے پھر آ گئے اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ ہمیں اپنی والدہ کا آخری دیدار کرنے دیجئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اشارہ سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہا کہ انہیں آنے دیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول دیا اور بچے بھاگ کر ماں کے سینہ سے لگ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں پیار کیا اور انہیں دعائیں دیتے ہوئے ایک مرتبہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر بھیج دیا۔

بچوں کے جانے کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھیں ان سے کہا کہ والدہ! میرے غسل کے لئے پانی کا انتظام کرلیں تاکہ میں غسل کرسکوں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پانی کا انتظام کیا اور آپ رضی اللہ عنہا نے غسل کیا۔ غسل کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے صاف ستھرے کپڑے پہنے اور قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں۔ قبلہ رو لیٹنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام جسد اطہر کو حنوط کرنے کے لئے کافور بہشتی لائے تھے جس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین حصے کئے۔ ان میں سے دو حصے مجھے عنایت ہوئے اور میرے اور ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے تھے۔ تم اس میں سے ایک حصہ لے آؤ اور دوسرا حصہ ابوالحسن (رضی اللہ عنہ) کے لئے سنبھال کر رکھ دو۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے جانے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے گنہگاروں کے لئے دعا فرمائی اور اپنے بچوں کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

صحیح روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا جبکہ غسل کا سامان حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ انہیں دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً انتیس برس تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ سے متعلق کئی روایات ہیں۔ کئی روایت کے مطابق حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ کئی روایت کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ ائمہ دین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آپ رضی اللہ عنہا کے فرمان کے مطابق اٹھایا گیا اور جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق ہے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال پر آپ رضی اللہ عنہا کے بچے جو کہ ابھی کم سن تھے وہ بے حد افسردہ تھے اور آپ رضی اللہ عنہا کو یاد کر کے رویا کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی بچوں کو دلاسہ دیتے ہوئے رو پڑتے تھے۔ روایات میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اشعار کا بھی ذکر ہے جو انہوں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال مبارک پر کہے۔ ان اشعار کا مفہوم ذیل ہے:

> ''مجھ سے وہ پیارا جدا ہوا ہے جس کے بعد اب کوئی محبوب مجھے نظر نہیں آتا اور میرے دل میں اس کے سوا کسی کا حصہ نہیں ہے۔ میں دنیا کے بے شمار امراض دیکھتا ہوں اور مریض بلکہ موت بھی بیمار ہے۔ میرا اجتماع میں افراق ضروری ہے اور ہر وصل سوائے فراق کے کم ہے۔ سیّدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی جدائی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے بعد ظاہر کرتی ہے کہ کسی کا محبوب ہمیشہ کسی کے پاس نہیں رہتا۔''

✡✡✡

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا امام محسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تولد ہوئے۔ حضرت سیّدنا امام محسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں منقول ہے کہ وہ بچپن میں ہی وصال فرما گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی دیگر اولاد کا تذکرہ اگلے صفحات میں بیان کیا جا رہا ہے۔

سیّدہ زاہرہ طیبہ و طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام
شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام
وہ حسن مجتبیٰ سید الاسخیاء
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام
جس نے اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
اس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام
پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

۞۞۞

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

شبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو محمد حضرت سیّدنا امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا شمار نابغہ روزگار میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ اور شکل وصورت میں ان کے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کا نور اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دل کی دھڑکن ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حسن'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجانب اللہ رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابو محمد اور القابات تقی' زکی' مجتبیٰ' سیّد اور شبیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ۳ھ میں تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے نام کی طرح حسن و جمال میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ ظاہری وباطنی علوم سے آراستہ اوران علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرے بیٹے کو لاؤ۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا گود میں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر حاضر ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے داہنے کان میں اذان دی اور پھر بائیں کان میں تکبیر کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں روز حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے بال منڈوائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کریں۔ نیز اسی روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا ختنہ کروایا اور نام مبارک رکھا۔ چنانچہ اسی نسبت سے یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کہلائی۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تولد ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا اور آپ رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی زمانہ طفولیت کے قریباً آٹھ سال اور چار ماہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ عاطفت میں بسر کیے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتا ہوں کیونکہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنی گود میں بٹھا رکھا تھا اور آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک سے کھیل رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں اپنی زبان دی اور فرمایا کہ اے اللہ! میں حسن (رضی اللہ عنہ) کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنا لے۔

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکلا تو راستہ میں حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نظر آئے جو کچھ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والہانہ آگے بڑھے اور آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھوں پر سوار کر لیا اور فرمانے لگے کہ میرا باپ بھی تجھ پر قربان ہو کیونکہ تم میرے آقا سرورِ دو جہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہو اور علی (رضی اللہ عنہ) کے مشابہ نہیں ہو۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول سنا تو مسکرا دیئے۔

طبقات ابن سعد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں سربسجود ہیں اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک پر سوار ہو گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سجدہ بے حد لمبا کر لیا یہاں تک کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کمر سے نہ اتر گئے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ وفتنہ

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت تحمل کے ساتھ اس سے دریافت کیا کہ کیا تو بھوکا ہے یا پھر تجھ پر کوئی اور مصیبت آن پڑی ہے؟ اس دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے پھر سے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے کہہ کر ایک طشت چاندی کا منگوایا اور اسے دے دیا اور فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں صرف یہی موجود ہے تم اسے رکھ لو۔ اس دیہاتی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال تحمل دیکھا تو کہنے لگا کہ میں صدقِ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو عبادت میں خشوع و خضوع حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب وضو فرمانے لگتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا ہر عضو کانپنا شروع ہو جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے جب اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جو بھی کھڑا ہو اسے چاہئے کہ اس کے چہرہ کا رنگ زرد ہو اور اس کا ہر عضو کانپ رہا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو جہاں لفظ یاایھا الذین اٰمنوا پڑھتے تو جواباً لبیک اللھم لبیک پڑھتے اور جب جنت و دوزخ والی آیات کی تلاوت فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ بے تحاشا روتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے چند دوستوں کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ خادم سالن لے کر آیا۔ جب وہ سالن آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑانے لگا تو برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور سالن آپ رضی اللہ عنہ پر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی جانب دیکھا تو اس نے جھٹ سے قرآن مجید کی آیت پڑھی جس کا مطلب تھا کہ غصہ کو پی جانے والے اور

وفساد اور خون ریزی قطعاً ناپسند تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں بردباری پائی جاتی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی سخاوت کے قصے بھی زبان زد و عام تھے۔ ایک مرتبہ ایک اعرابی آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی حاجت بیان کی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اس وقت دس ہزار درہم موجود تھے آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سب کے سب اس اعرابی کو دے دیئے تا کہ وہ اپنی ضرورت کو پورا کر سکے۔

حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پچیس حج با پیادہ کئے اور یہ تمام حج آپ رضی اللہ عنہ نے برہنہ پا کئے۔ برہنہ پا چلنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ورم پڑ جاتے تھے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور اللہ عزوجل اس کی وساطت سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔ چنانچہ جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد منصب خلافت پر فائز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی اور مسلمانوں کو پھر سے ایک خلافت پر اکٹھا کیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد ذیل کا خطبہ دیا:

> ''لوگو! تم سے ایک ایسا شخص جدا ہوا ہے کہ نہ اگلے اس سے بڑھ سکے اور نہ پچھلے اس کو پا سکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا علم عطا فرمایا اور وہ کبھی ناکام نہ رہا۔ میکائیل و جبرائیل (علیہما السلام) اس کے دست راست تھے۔ اس نے بوقت شہادت سات سو درہم جو اس کی مقرر تنخواہ سے بچ رہے تھے کہ سوا کچھ نہیں چھوڑا اور یہ درہم بھی ایک خادم کے لئے تھے۔''

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے تحمل و بردباری کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ کوفہ کی جامع مسجد کے دروازے پر تشریف فرما تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور اس نے آتے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو اور آپ رضی اللہ عنہ کے والدین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت تحمل کے ساتھ اس سے دریافت کیا کہ کیا تو بھوکا ہے یا پھر تجھ پر کوئی اور مصیبت آن پڑی ہے؟ اس دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہ کی بات کو ان سنی کرتے ہوئے پھر سے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خادم سے کہہ کر ایک طشت چاندی کا منگوایا اور اسے دے دیا اور فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں صرف یہی موجود ہے تم اسے رکھ لو۔ اس دیہاتی نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا کمال تحمل دیکھا تو کہنے لگا کہ میں صدقِ دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ رضی اللہ عنہ حقیقی فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو عبادت میں خشوع و خضوع حاصل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ جب وضو فرمانے لگتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا ہر عضو کانپنا شروع ہو جاتا اور آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک کا رنگ زرد ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے جب اس کیفیت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں جو بھی کھڑا ہو اسے چاہئے کہ اس کے چہرہ کا رنگ زرد ہو اور اس کا ہر عضو کانپ رہا ہو۔ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ جب آپ رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تو جہاں لفظ یاایھا الذین آمنوا پڑھتے تو جواباً لبیک اللھم لبیک پڑھتے اور جب جنت و دوزخ والی آیات کی تلاوت فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ بے تحاشا روتے رہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے چند دوستوں کے ہمراہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ خادم سالن لے کر آیا۔ جب وہ سالن آپ رضی اللہ عنہ کو پکڑانے لگا تو برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور سالن آپ رضی اللہ عنہ پر گر پڑا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اس کی جانب دیکھا تو اس نے جھٹ سے قرآن مجید کی آیت پڑھی جس کا مطلب تھا کہ غصہ کو پی جانے والے اور

معاف کرنے والے اور احسان کرنے والوں سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب اللہ عزوجل کا یہ فرمان سنا تو اس کو معاف کرتے ہوئے آزاد فرما دیا۔

روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تو حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہ کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے حسن (رضی اللہ عنہ)! تو کیوں روتا ہے؟ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا: والد بزرگوار! میں اس بات پر کیوں نہ روؤں کہ آپ رضی اللہ عنہ دنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! میری چار باتوں کو یاد رکھنا یہ تمہیں کبھی نقصان نہ پہنچائیں گی۔ اول تمام دولت سے زیادہ بڑی دولت عقل کی ہے' دوم سب سے بڑی محتاجی حماقت ہے' سوم سب سے زیادہ وحشت خود بینی ہے اور چہارم سب سے بہتر چیز اخلاق حسنہ ہے۔ نیز چار باتیں مزید یہ ہیں کہ خود کو احمق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تیرے ساتھ نفع کا ارادہ کرے گا اور نقصان پہنچائے گا۔ اپنے آپ کو جھوٹوں کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ دور کے لوگوں کو تجھ سے قریب کرے گا اور قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کرے گا۔ اپنے آپ کو بخیل کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھ سے اس چیز کو دور کرے گا جس کی تجھے زیادہ ضرورت ہوگی۔ اپنے آپ کو فاسق کی دوستی سے بچانا کیونکہ وہ تجھے معمولی شے کی خاطر بیچ دے گا۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو اتفاقِ رائے سے اہل کوفہ نے خلیفہ مقرر کر دیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی۔ قریباً پانچ ماہ منصب خلافت پر فائز رہنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے درمیان صلح کرواتے ہوئے خلافت سے دستبردار ہو گئے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی ازواج کی تعداد کثیر ہے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی بے شمار اولاد تولد ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کئی صاحبزادوں نے میدانِ کربلا میں جامِ شہادت

نوش فرمایا۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ جب خلافت سے دستبردار ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ اپنے تمام اہل خانہ اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ دوبارہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کا ایک لاکھ درہم سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔ جس سال آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس سال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے آپ رضی اللہ عنہ کو وظیفہ نہ ملا۔ جب وظیفہ میں تاخیر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حالات کی تنگی کے سبب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اسی شش و پنج میں مبتلا تھے کہ نیند آ گئی۔ خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تنگ دستی کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

> ''اے اللہ! میرے دل میں اپنی امید پیدا فرما اور اپنے ماسوا سے میری امید کو ختم کر دے اور میں تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھوں اور میری قوتوں کو کمزور نہ بنا اور میرے نیک اعمال میں مجھ سے کوتاہی نہ کروا اور مجھے ایسی قوت عطا فرما کہ میں تیری مخلوق کے پاس حاجت لے کر نہ جاؤں اور اے میرے رب! مجھے یقین کی دولت سے مالا مال فرما۔''

ابھی آپ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا پڑھتے ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے ڈیڑھ لاکھ درہم وصول ہوئے اور ساتھ ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے معذرت کا ایک خط بھی موصول ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے رقم ملتے ہی اللہ عزوجل کی بارگاہ میں شکرانے کے نوافل ادا کئے۔

حضرت عبداللہ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہادت سے کچھ عرصہ قبل حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھوں کے درمیان قل ھو اللہ احد لکھا ہوا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے جب آپ رضی اللہ عنہ کا یہ خواب سنا تو کہا

کہ آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے کچھ دن باقی رہ گئے اور آپ رضی اللہ عنہ ہم سے عنقریب جدا ہونے والے ہیں۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے کر شہید کیا گیا۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو زہر دیا گیا اس وقت حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر عرض کیا کہ بھائی! آپ رضی اللہ عنہ مجھے بتائیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میرا گمان درست ہے تو پھر اللہ عزوجل حقیقی بدلہ لینے والا ہے اور اگر میرا گمان غلط ہوا تو پھر میری وجہ سے کسی کو بے گناہ نہیں مارا جانا چاہئے۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کو زہر آپ رضی اللہ عنہ کی ایک بیوی جعدہ بن اشعث بن قیس نے دیا تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے ۵ ربیع الاول ۴۹ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آج بھی آپ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ کے ہر شخص کی آنکھ اشکبار تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کا جب جنازہ اٹھایا گیا تو اس جنازے میں لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ اگر سوئی بھی زمین پر پھینکی جاتی تو وہ بھی ہجوم کی وجہ سے زمین پر نہ گرنے پاتی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال کوئی معمولی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ صبر و تحمل، استغناء و بے نیازی اور عفو و درگزری کا وصال تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے وصال پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ آج رو لو کیونکہ آج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ہم سے جدا ہو گیا ہے۔

صحیح روایات کے مطابق حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے رخسار پتلے اور کلائیاں گول تھیں۔ داڑھی مبارک گنجان اور بل کھائی ہوئی تھی۔ گردن مبارک بلند اور شفاف صراحی کی مانند تھی۔ شانے اور بازو بھرے ہوئے اور سینہ اقدس چوڑا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ زیادہ طویل قامت نہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے

بالے گھنگھریالے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ حسن و جمال کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی جانب ایک نظر دیکھنے سے گمان ہوتا تھا کہ گویا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار ہوا ہے۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فصاحت و بلاغت میں بے مثل تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ فن تقریر سے بھی بخوبی آشنا تھے۔ اس کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ نوجوانی میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آج تم خطبہ دو اور میں سنوں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے خطبہ نہیں دے سکوں گا۔ چنانچہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اوٹ میں چلے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جس سے تمام حاضرین بے حد متاثر ہوئے۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں مگر صفحات کی قلت اور موضوع کی وجہ سے یہاں ان کا مختصر ذکر کیا گیا۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا سلسلہ نسب حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ سے چلا۔ غوث الاعظم حضرت سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی نسل مبارک سے تعلق رکھتے ہیں اور حسنی حسینی سیّد ہیں۔

ان کا غلام جو ہوا مل گئیں اس کو رفعتیں
نقش قدم بنی ہوئی ملتی ہیں سب بلندیاں

فرمودات:

- اسرارِ ربانی کی حفاظت میں محکم رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھیدوں سے واقف ہے۔
- اے لوگو! پروردگار کا کلام سمجھو اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بالیقین میں منتخب کیا اور اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام، آل ابراہیم علیہ السلام اور آل عمران علیہ السلام کو چنا اور عالمین سے انتخاب فرمایا۔ پس ہم ذریت آدم علیہ السلام سے ہیں۔
- اللہ عزوجل اپنے بندوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا۔

- تم ان پاکیزہ چیزوں کو حرام قرار نہ دو جسے اللہ عزوجل نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے۔
- بیٹا صاحب فراش یعنی شوہر کا ہوتا ہے اور زانی کے لئے صرف سنگساری ہے۔
- زوال پذیر سایہ سے دھوکہ کھانا حماقت ہے۔
- مخلوق سے اعراض کر کے خالق کے بھروسہ پر غنی ہو جاؤ۔
- حق تعالیٰ کے فضل سے رزق طلب کرو کیونکہ اس کے سوا کوئی بھی رزق دینے والا نہیں ہے۔
- ہمارے ساتھ وہی بغض رکھتا ہے جس کے مال اور اولاد میں شیطان کی شراکت داری ہو۔
- جب موت اپنے ناخن کسی کے جسم میں گاڑ دیتی ہے تو پھر کوئی تعویذ نفع نہیں دیتا۔
- جس امر میں اللہ عزوجل کی مرضی ومنشاء شامل ہو وہی عمل سب سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔
- حق واضح وروشن ہے جبکہ باطل متروک ومردود ہے۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوعبداللہ حضرت سیّدنا امام حسین بن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تمام دنیاوی علائق سے پاک وصاف اپنے زمانہ کے امام وسردار ہیں۔آپ رضی اللہ عنہ کا نام ''حسین'' ہے' کنیت ابوعبداللہ اور لقب سبط الرسول اور ریحانۃ الرسول ہے۔حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۴ھ میں تولد ہوئے۔آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش سے قبل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے ایک خواب دیکھا۔آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا وہ خواب بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا علیحدہ کر کے میری گود میں ڈال دیا گیا ہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ (رضی اللہ عنہا) گھبرایئے نہیں یہ نہایت مبارک خواب ہے۔میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) عنقریب ایک بیٹے کو پیدا کرے گی جسے آپ (رضی اللہ عنہا) گود لیں گی۔چنانچہ جب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ تولد ہوئے تو حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اس وقت ابھی مدت رضاعت میں تھے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی گود میں دے دیا اور یوں حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی رضاعت کے دن حضرت سیّدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کے پاس بسر کئے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت خود فرمائی اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بچپن سے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے والدین کی زیر تربیت رہے اور ان سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیج دل میں بویا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان

ہے کہ حسین (رضی اللہ عنہ) مجھ سے ہے اور میں حسین (رضی اللہ عنہ) سے ہوں پس اللہ اس سے محبت کرے گا جو حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اٹھا رکھا تھا اور ان کے لعابِ دہن کو اس طرح چوس رہے تھے جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے رونے کی آواز سنی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ بیٹی! اس کو نہ رلایا کرو کیونکہ اس کے رونے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سوار ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ڈوری تھام رکھی ہے جس کا ایک سرا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے اشارہ پر چلتے تھے۔ میں نے جب دیکھا تو کہا کہ واہ! کیا خوب سواری ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتنا ہی عمدہ سوار بھی ہے۔

بچپن میں ایک روز حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آپس میں کشتی کر رہے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حسن (رضی اللہ عنہ)' حسین (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لو۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے کہا کہ بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کو کہتے ہیں کہ وہ چھوٹے بھائی کو پکڑ لے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) بھی تو حسین (رضی اللہ عنہ) سے کہہ رہے ہیں کہ وہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو پکڑ لیں۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

عرض کرنے لگا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے فرزند! میں نہایت مفلس و نادار ہوں میری کچھ اعانت فرمائیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم کچھ دیر بیٹھو میرا رزق ابھی راستہ میں ہے۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ایک درباری حاضر خدمت ہوا اور دیناروں کی پانچ تھیلیاں آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیں جن میں سے ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے۔ درباری نے وہ دینار آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کئے اور عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ انہیں استعمال میں لائیں میں عنقریب مزید حاضر خدمت کر دوں گا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے وہ پانچوں تھیلیاں اس مفلس شخص کو عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم سے معذرت خواہ ہوں کہ تمہیں اتنی دیر انتظار بھی کرنا پڑا اور میں تمہیں صرف پانچ ہزار دینار دے رہا ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک روز حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما تھا کہ ان کی ایک کنیز حاضر خدمت ہوئی اور پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس گلدستہ کو ہاتھ میں لے کر سونگھا اور پھر کنیز کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ آج سے تم اللہ کی راہ میں آزاد ہو۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے ایک گلدستہ کے عوض اپنی خوبرو کنیز کو آزاد کر دیا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی اچھا تحفہ پیش کرتا ہے تو پھر ضروری ہے کہ اس سے اچھا یا پھر اس جیسا تحفہ اسے بھی پیش کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے اس کنیز کو آزاد کر کے اچھا تحفہ پیش کیا۔

حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد بزرگوار حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ یتیموں اور محتاجوں کی مدد کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے اور ان کے کاموں کی مشقت کو برداشت کرتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر نشان پڑ جاتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ

شدید بیمار ہو گئے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو جس وقت خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جس وقت آپ رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچے تو اس وقت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیماری کی حالت میں فرما رہے تھے کہ آہ! کتنا بڑا غم ہے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو کیا غم ہے؟ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ موت سامنے ہے اور میں مقروض ہوں۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا تمام قرض میں اپنے ذمہ لیتا ہوں آپ رضی اللہ عنہ پریشان نہ ہوں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے تمام قرض خواہوں کو بلوایا اور ان کا سارا قرض ادا کر دیا۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کے حسن سلوک پر آپ رضی اللہ عنہ کو بے شمار دعائیں دیں۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شجاعت و جوانمردی کے قصے زبان زد عام تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جس وقت بلوائیوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔ اس کے علاوہ حق و باطل کے معرکوں میں آپ رضی اللہ عنہ نے نہایت جانثاری اور بہادری کا مظاہرہ کیا اور دادِ شجاعت حاصل کی۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے والد بزرگوار سے دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی علمی قابلیت کے سب معترف تھے اور وہ جانتے تھے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام ظاہری و باطنی علم آپ رضی اللہ عنہ کے اندر سمو دیا ہے۔ اسی لئے جب بھی کسی کو کوئی شرعی مسئلہ درپیش ہوتا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مسئلہ کی بابت دریافت کرتا تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی اپنے بھائی حضرت محمد اکبر جنہیں ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ کا لقب حاصل تھا سے کچھ ناراضگی ہو گی۔ حضرت

محمد اکبر ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ کے کچھ دوستوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کبھی آپ رضی اللہ عنہ سے نہیں ملیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی وقت ایک خط لکھا جس کا متن تھا کہ برادرِ عزیز! ہم دونوں کے والد بزرگوار مشترکہ ہیں اس لئے اس میں ہمیں ایک دوسرے پر کچھ فضیلت حاصل نہیں۔ ہاں! البتہ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر تھیں اور میری ماں کے پاس تمام دنیا کے کمالات بھی آجائیں تو وہ پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی شان کے برابر نہیں ہو سکتیں اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کو مجھ پر فضیلت حاصل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے عمر میں بھی بڑے ہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہ میرے پاس خود آنے میں سبقت کریں کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہوں میں نا چاقی ہو جائے تو جو گروہ صلح کرنے میں سبقت کرے گا وہ سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گا۔ میری خواہش ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ یہ فضیلت بھی حاصل کریں اور جنت میں داخل ہونے میں مجھ سے سبقت لے جائیں۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب حضرت محمد اکبر ابن الحنیفہ رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو فوراً ان سے ملنے پہنچے اور جا کر ان سے بغل گیر ہو گئے۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی عبادت میں خشوع وخضوع کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو آنکھوں سے بے تحاشا آنسو جاری ہو جاتے تھے اور جسم کانپنے لگ جاتا تھا۔ دن بھر آپ رضی اللہ عنہ درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے اور تمام رات اطاعت الٰہی میں کھڑے رہتے تھے۔ جس وقت میدان کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ پر مصائب کا نزول ہوا اور آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے افراد کو ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے شہید کیا گیا تو اس وقت بھی آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک پر قرآن مجید کی تلاوت جاری تھی اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا سر سجدہ میں تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح پچیس حج پا پیادہ ادا کئے۔

ابن عربی کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اوصافِ جلیلہ کے مالک تھے اور علم و حلم، عمل و حق گوئی اور راضی برضائے مولیٰ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ میں صبر و استقلال، سخاوت و شجاعت اور عاجزی و انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ عالم باعمل، زاہد و متقی، صاحب جود و کرم، عارف باللہ اور ذاتِ باری تعالیٰ کی حجت اتمامی تھے اور اللہ عزوجل کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے یزید کو اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ یزید شراب خور اور زنا کار تھا۔ علمائے دین اور اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑانا یزید کا شعار تھا۔ الغرض ہر برائی یزید میں پائی جاتی تھی اس لئے جب وہ تخت نشین ہوا تو اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ یزید کو اس کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ اگر وہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو بیعت کے لئے راضی کر لے تو پھر دیگر اکابر بھی اس کی بیعت کر لیں گے۔ یزید نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے بیعت لینے کے لئے اپنی کوششیں تیز کر دیں لیکن حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اس دوران حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پر کئی لوگوں نے بیعت کر لی۔ اس بیعت کا مقصد ان کو خلیفہ مقرر کرنا نہیں بلکہ یزید کا انکار تھا۔ اس دوران کوفہ کے گورنر نے حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانا نہ چاہتے تھے مگر حالات کی کشیدگی کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے اہل و عیال کے ہمراہ کوفہ کا سفر اختیار کیا۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچے جہاں سے آپ رضی اللہ عنہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ کربلا کے مقام پر آپ رضی اللہ عنہ کا مقابلہ یزیدی فوج سے ہوا جہاں ایک ایک کر کے آپ رضی اللہ عنہ کے جانثار اور گھر کے فرد جامِ شہادت نوش کرتے رہے۔ ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو دورانِ نماز آپ رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جو کہ شدید بیمار

تھے ان کے سوا کوئی مرد زندہ نہ رہا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دے چکے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ' حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں لئے بیٹھے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بات کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر رو دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں رو رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) نے مجھے ابھی خبر دی ہے کہ میرے اس فرزند کو شہید کر دیا جائے گا۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مٹی دیتے ہوئے فرمایا کہ میں تمہیں وہ مٹی دیتا ہوں جس مٹی میں دکھ اور مصیبت کی بو ہے اور یہ میرے حسین (رضی اللہ عنہ) کے قتل گاہ کی مٹی ہے اس کو تم اپنے پاس سنبھال کر رکھنا۔ جب یہ مٹی سرخ ہو جائے تو سمجھ جانا کہ میرے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ جس وقت حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں شہید کیا گیا ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود وہ مٹی سرخ ہوگئی جس سے آپ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ مسند امام احمد میں ابوعبداللہ کی ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ ابوعبداللہ' حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کا آفتابہ بردار تھا۔ صفین کے موقع پر وہ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا۔ جب قافلہ مقامِ نینوٰی پر پہنچا تو حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ اے ابوعبداللہ! فرات کے کنارے رک جاؤ۔ ابوعبداللہ نے دریافت کیا کہ امیر المومنین! کیا بات ہوئی؟ حضرت سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں روتے ہیں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابھی میرے پاس سے جبرائیل (علیہ السلام) اٹھ کر گئے انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شط الفرات میں قتل کیا جائے گا۔ پھر حضرت سیدنا علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی مٹی اٹھا کر سونگھائی اور مجھے اپنے پاس رکھنے کی ہدایت کی۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلائے معلیٰ میں سپردِ خاک کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سرکو مبارک کو ابن زیاد چونکہ یزید کے پاس لے گیا تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی تدفین کے متعلق مختلف روایات موجود ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو مدینہ منورہ بھیج دیا گیا جہاں جنت البقیع میں اسے مدفون کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو دمشق میں مدفون کیا گیا اور ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کے سر کو مصر لے جایا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو مدفن کیا گیا اور اس پر مزارِ پاک کی تعمیر فرمائی گئی۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی خاطر اپنی جان قربان کر دی اور اپنے خون سے دین اسلام کی آبیاری فرمائی۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد کبھی چین کی نیند نہ سو پائے اور جہنم واصل ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جب شہید کیا گیا تو ان کے قتل کے بدلے میں ستر ہزار افراد مارے گئے جب میرے بیٹے حسین (رضی اللہ عنہ) کو شہید کیا جائے گا ان کی شہادت کے بدلے میں ستر ہزار ستر لوگ مارے جائیں گے۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد مختار بن ابوعبیدہ ثقفی نامی ایک شخص جو کہ طائف کا رہنے والا تھا وہ ایک لشکر لے کر نکلا اور اس نے یزید کی ہلاکت کے بعد یزیدی فوج کے تمام سپاہیوں کو جو میدانِ کربلا میں موجود تھے اور یزید کے تمام خاص لوگوں کو جو حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ملوث تھے جہنم واصل کر دیا۔ یزید بدبخت حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تین برس بعد ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرا اور اس کی موت اس حالت میں ہوئی کہ اس کے گھر والے اس کے نزدیک نہ جاتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر جانثارانِ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت میں ملوث بہت ہی کم لوگ ایسے تھے جو بچ پائے اور وہ بھی کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا کئے گئے اور ان

میں سے کئی کے ہوش وحواس جاتے رہے۔

حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے پچیس حج با پیادہ کیے حالانکہ سواری کے جانور آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہوتے تھے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے روایات کے مطابق پانچ شادیاں کیں جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی چھ اولادیں ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ واقعہ کربلا میں بیمار ہونے کی وجہ سے بچ گئے جن سے آپ رضی اللہ عنہ کی نسل چلی۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب واقعہ کربلا کے بعد قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد مدینہ منورہ واپس لوٹے تو گوشہ نشین ہو گئے اور اپنی تمام زندگی گوشہ نشینی میں ہی بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی کو اپنے اور اپنے گھر والوں کے ساتھ کربلا میں بیتے گئے واقعہ کے بارے میں کوئی بات نہ بتائی اور ہمیشہ اس واقعہ کو یاد کر کے روتے رہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کے گھر کے کئی افراد نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

مشہور صوفی بزرگ حضرت سیّد علی بن عثمان الہجویری الجلابی المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسل پاک سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حسینی سیّد تھے۔

انسانیت کے نام پر کیا کر گئے حسین رضی اللہ عنہ
ہر دور کے بلند خیالوں سے پوچھ لو
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین رضی اللہ عنہ

فرمودات:

- تمہارے لئے سب سے زیادہ رفیق و مہربان تمہارا دین ہے۔
- صاحب عقل وخرد وہی شخص ہے جو مہربان کے حکم کی پیروی کرے اور اس کی شفقت کو ملحوظِ خاطر رکھے۔

- ہم نے تمام دنیاوی ضرورتوں کو چھوڑ کر اپنی راحتوں کو فنا کر دیا ہے۔
- جب تمہیں کوئی تحفہ پیش کیا جائے تو تم اس سے بہتر تحفہ جواباً دیا کرو۔
- اللہ عزوجل تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔
- مال کا سب سے بہترین مصرف یہ ہے کہ اس سے کسی کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے۔
- بندے کی نجات دین کی پیروی میں ہے اور ہلاکت دین کی مخالفت میں ہے۔
- بطن مادر سے نکلنے کے بعد جب بچہ آواز دے وہ اس وقت وظیفہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔
- میں نے ہر مشکل میں صرف اللہ کو ہی پکارا اور اس نے میری تمام مشکلیں آسان فرما دیں۔
- مجھے ہر مصیبت میں صرف اللہ ہی کی ذات پر بھروسہ ہے کہ وہ میری اس مصیبت کو دور کرنے والا ہے۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ۵ ھ میں تولد ہوئیں۔آپ رضی اللہ عنہا کا نام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رکھا۔روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کا نام آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے کئی روز بعد رکھا گیا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ' آپ رضی اللہ عنہا کی پیدائش کے وقت سفر میں تھے۔حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ بیٹی کا نام تجویز کریں تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کا نام کیسے رکھ سکتا ہوں اس کا نام تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود رکھیں گے۔چنانچہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر سے واپس لوٹے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خوشخبری سنائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں اٹھا کر پیار کیا اور ان کا نام رکھا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے جس ماحول میں پرورش پائی وہ خدا دوست گھرانہ تھا۔آپ رضی اللہ عنہا کے نانا اللہ عزوجل کے محبوب تھے۔آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ خاتونِ جنت تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کے والد اپنی شجاعت' بہادری اور فہم وفراست میں نابغہ روزگار تھے۔آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جنت کے نوجوانوں کے سردار تھے۔گھر میں زہد وتقویٰ اور عبادت وریاضت اوڑھنا بچھونا تھا۔آپ رضی اللہ عنہا اپنی تمام صفات میں بے مثل تھیں اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی سیرت پاک کا عملی نمونہ تھیں۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے تحاشا محبت تھی اور آپ رضی اللہ عنہا ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا نور تھیں۔

روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وصال نزدیک آیا تو

آپ ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میرے بچوں کو لے کر آؤ۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ گئیں اور حضرت سیّدنا امام حسنؓ، حضرت سیّدنا امام حسینؓ، حضرت سیّدہ زینبؓ اور حضرت سیّدہ ام کلثومؓ کو لے کر آ گئیں۔ بچوں نے جب جب اپنے نانا کی کیفیت دیکھی تو رو پڑے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سب کو پیار کیا اور اپنے سینہ سے لگاتے ہوئے بوسہ دیا۔

حضرت سیّدہ زینبؓ کا نکاح اپنے چچازاد حضرت عبداللہ ابن جعفرؓ سے ہوا۔ آپؓ امورِ خانہ داری میں ماہر تھیں اور گھر کا نظم ونسق سنبھالنے میں اپنی والدہ کے ہو بہو تھیں۔ گھریلو خرچ میں کفایت شعاری سے کام لیتی تھیں۔ حضرت سیّدہ زینبؓ اپنی والدہ کی طرح صابر وشاکر تھیں اور پردے کا نہایت سختی سے خیال رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ بچپن میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے آپؓ کے سر مبارک سے چادر سرک گئی تو حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہراؓ نے فرمایا کہ بیٹی سر پر چادر کرو کیونکہ تم اللہ عزوجل کا کلام پڑھ رہی ہو اور اس کے ادب کا تقاضا ہے کہ عورت کا سر ڈھانپا ہوا ہو۔ بچپن کی اس نصیحت کے بعد آپؓ نے کلامِ الٰہی کی تلاوت کے علاوہ ساری زندگی کبھی اپنے سر کو ننگا نہ کیا۔

حضرت سیّدہ زینبؓ دیکھنے میں ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہؓ سے مشابہ تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری یہ بیٹی اپنی ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے مشابہ ہے۔ آپؓ میں عصمت وحیا اور صبر اپنی والدہ کی مثل تھا جبکہ کلام میں فصاحت وبلاغت اپنے والد کی مثل تھا۔ آپؓ نے کبھی دنیاوی لذتوں کو فوقیت نہ دی اور دنیاوی عیش وآرام کی نسبت آخرت کی زندگی کو ترجیح دی۔ آپؓ کی عبادت وریاضت کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی کبھی تہجد کی نماز نہ چھوڑی۔ حضرت سیّدنا امام زین العابدینؓ فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے خونی واقعات اور اس کے بعد کے مصائب ان سب کے باوجود حضرت سیّدہ زینبؓ نے نمازِ تہجد کبھی ترک نہیں کی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰؓ جب مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے

اور کوفہ کو دارالخلافہ مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر اور بچوں کے ہمراہ ان کے ساتھ کوفہ چلی گئیں۔ پھر جب حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے تمام گھر والوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آ گئے تو آپ رضی اللہ عنہا ان کے ساتھ مدینہ منورہ آ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں بے شمار مصائب برداشت کیے۔ آپ رضی اللہ عنہا ابھی بچی تھیں تو نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ پھر چند ماہ بعد ہی والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رحلت فرما گئیں۔ جب جوان ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر بھائی حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت' ان سب مصائب کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو ام المصائب کی کنیت سے پکارا جانے لگا۔ جب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کسی وجہ سے ساتھ نہ جا سکے تو انہوں نے اپنے دو بیٹوں کو ماں کے ساتھ بھیج دیا۔ واقعہ کربلا میں آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹوں' بھانجوں اور بھائی کو شہید کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر بھی صبر واستقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا اور ان کی شہادت پر کسی قسم کا ماتم نہ کیا۔

واقعہ کربلا کے بعد حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو یزید کے دربار میں پیش کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے وہاں نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا جو تاریخ میں سنہری حروف میں رقم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کس جگہ وصال فرمایا اس بارے میں کتب سیر میں مختلف روایات موجود ہیں۔ کثرتِ روایات یہ ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۵ رجب المرجب ۶۲ ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنے شوہر حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شام کی جانب سفر فرما رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال دمشق کے نزدیک ہوا۔ جس مقام پر آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا وہ مقام زینبیہ کے نام سے مشہور ہے اور وہاں آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پاک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا کا ایک مزار مصر میں بھی بتایا جاتا ہے۔ جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مدینہ منورہ

میں ہوا اور آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک جنت البقیع میں ہے۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا زہد و تقویٰ بے مثل تھا۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ، آپ رضی اللہ عنہا سے درخواست کرتے تھے کہ اے میری بہن! میں تجھ سے دعا کی درخواست کرتا ہوں اور تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ واقعہ کربلا کے بعد آپ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر یہ دعا فرمایا کرتی تھیں کہ الٰہی! آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قربانی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور ہماری اس قربانی کو رائیگاں نہ جانے دے۔ حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کی محبت بے مثل تھی اور آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کا ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دیا اور جب حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے تو جذبہ ایثار اور محبت حسین (رضی اللہ عنہ) کے تحت آپ رضی اللہ عنہا ان کے ہمراہ روانہ ہوئیں۔ آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ قربانی اللہ عزوجل نے قبول فرمائی اور تا قیامت ان کے فضائل و مناقب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانوں پر جاری فرما دیئے۔

حسین رضی اللہ عنہ منزلِ حق ہیں تو حق نما زینب رضی اللہ عنہا
وہ ابتدائے شہادت تو انتہائے شہادت زینب رضی اللہ عنہا
سلام بھیجتے ہیں اپنی شہزادی پر
کہ جس کو سونپ گئے چلتے وقت گھر کا سرور

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ۹ ھ میں تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اخلاق و اطوار میں اپنی والدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور نانا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ابھی قریباً اڑھائی سال ہی کی تھیں کہ والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اگرچہ آپ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بڑی نہ تھیں مگر پھر بھی انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت میں اور راہنمائی میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا کردار نمایاں نظر آتا ہے۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے بارے میں بات چیت کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) ابھی چھوٹی ہے اور میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت سیّدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! روئے زمین پر ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) سے کرامت و بزرگی کا اتنا منتظر کوئی نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے حامی بھر لی اور اپنی بیٹی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا مہر چالیس ہزار مہر مقرر کیا۔ نیز حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح اس لئے کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بروزِ محشر تمام نسب اور تعلق ختم ہو جائیں گے مگر میرا نسب اور تعلق قائم رہے گا۔ چنانچہ

میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے تعلق کو مزید کرنے کے لئے ان سے نکاح کیا اگرچہ میں حضور نبی کریم ﷺ کا خسر تھا مگر یہ تعلق اس سے بہتر ہے۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے کچھ عرصہ بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ سے بھی آپ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد تولد نہ ہوئی۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال سے قبل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا مزارِ پاک ملک شام میں حضرت سیّدہ سکینہ رضی اللہ عنہا بنت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مزار سے ملحق ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے دیگر حالات و واقعات اس لئے بھی کتب سیر میں منقول نہیں ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ والدہ ماجدہ کے سایہ عاطفت سے بچپن میں ہی محروم ہو گئی تھیں اور عملی زندگی میں بھی نہایت چھوٹی عمر میں آ گئیں اور اسی وجہ سے دیگر خواتین سے رابطہ کم رہا اس لئے روایات میں آپ رضی اللہ عنہا کا ذکر کم ملتا ہے۔

سائے میں ہیں اک ایسے رؤف و رحیم کے
جس نے ملا دیا ہمیں ربِ غفور سے
دولت خدا نے دی جنہیں عشق رسول ﷺ کی
دنیا سے اُن کو کام نہ حور و قصور سے

❖❖❖

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی مائیں
(ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام ''سودہ'' ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے نامور قبیلہ عامر بن لوی سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے ہوا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ اسی وقت ایمان لے آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار قبولِ اسلام کرنے والے ابتدائی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حبشہ جانے کے کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس آ گئیں۔ مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غمگین رہنا شروع ہو گئے۔ اس دوران حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غم خوار ساتھی کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! مجھے ایک غم خوار ساتھی چاہئے جو میرے گھر اور بچوں کو دھیان رکھ سکے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم کے کہنے پر ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جسے قبول کر لیا گیا اور یوں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا چار سو درہم مہر کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ

رضی اللہ عنہا کے بعد دوسری عورت تھیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ۱۰ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کے ہمراہ ۱ھ میں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے بلوایا۔ ۱۰ھ میں جب حضور نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے پانچ احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ مجھے خیال ہوا ہو کہ ان کے قالب میں میری روح ہوتی۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا مزاج کی قدرے تیز تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے ایک اولاد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے ہوئی جنہوں نے جنگ فارس میں شہادت حاصل کی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں درہموں سے بھری ہوئی ایک زنبیل بھیجی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ شاید اس میں کھجوریں ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے خادم سے اس بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس میں درہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے حکم دیا کہ یہ تمام درہم فوراً خیرات کردو میں سمجھی کہ کھجوریں ہوں گی درہم لے کر ہم کیا کریں گے؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا دراز قدر اور قدرے فربہ مائل تھیں آپ رضی اللہ عنہا دوسروں سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ رات میں آپ ﷺ کے پیچھے نماز کے لئے کھڑی ہوگئی آپ ﷺ اس قدر دیر تک رکوع میں رہے کہ میں سمجھی کہ میری نکسیر پھوٹنے والی ہے۔ میں نے ایک ہاتھ سے اپنی ناک کو پکڑ لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔

ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے

زمانہ خلافت کے اخیر میں وصال فرمایا۔آپ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وصال اور سن وصال کے متعلق کتب سیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایثار کرتے ہوئے اپنے حصہ کی باری انہیں دے دی تھی۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا گوشہ نشین ہوگئیں اور کبھی گھر سے بلاضرورت باہر نہ نکلیں۔حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ پیار تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بچپن میں پالا تھا اور انہیں اپنی حقیقی بیٹی ہی سمجھتی تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام "عائشہ" ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کے القابات صدیقہ اور حمیرا ہیں جبکہ ام عبداللہ کنیت ہے۔آپ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شمار دین اسلام کے نابغہ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریباً چار سال بعد ماہِ شوال میں تولد ہوئیں۔آپ رضی اللہ عنہا پیدائشی مسلمان تھیں اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہا تولد ہوئیں گھر دین اسلام کی روشنی سے مہک رہا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ برس کی عمر میں ہوا۔آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی واحد بیوی تھیں جو کنواری تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو درہم حق مہر پر ہوا۔بوقت نکاح آپ رضی اللہ عنہا اپنی ہم عمر لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کے کچھ عرصہ بعد ہوئی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس وقت وصال ہوا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھا۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں مدفون کیا گیا۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا صاحب جمال تھیں۔آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔آپ رضی اللہ عنہا سے بے شمار احادیث مروی ہیں جنہیں اکابرین

نے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا علم کلام، علم غیب اور دیگر علوم پر بھی دسترس رکھتی تھیں اور یہ علوم آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ خواتین سے متعلق جتنے بھی شرعی مسائل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں وہ سب آپ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ اگر تمام مردوں اور عورتوں کا علم ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم زیادہ ہوگا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری، طب، تاریخ عرب اور علم النسب کا کوئی عالم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر نہیں تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں ۵۸ھ میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ۶۷ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد تولد نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ اپنے بھانجے کے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام سے ہے۔

بخاری شریف و مسلم شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ چند حبشی لڑکے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحن میں کھیل رہے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس وقت نوعمر تھیں آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائش کی کہ میں ان لڑکوں کا کھیل دیکھنا چاہتی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنی اوٹ میں کرلیا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کا کھیل دیکھتی رہیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نہایت قانع اور شکر گزار تھیں۔ کسی کی غیبت نہ کرتی تھیں اور احسان کم قبول کرتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا شاعرانہ ذوق بھی رکھتی تھیں اور کتب سیر میں آپ رضی اللہ عنہا سے منسوب کئی اشعار کا ذکر بھی موجود ہے۔ غلاموں پر نہایت شفقت فرماتی تھیں اور انہیں خرید کر آزاد فرماتی تھیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر روزہ سے رہا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بے شمار حج کئے۔ آپ رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راتوں کو جاگ کر نمازِ تہجد ادا فرماتی تھیں۔ نماز کی پابندی نہایت سختی سے کرتی تھیں اور رمضان المبارک میں تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اکثر و بیشتر اپنی باتیں آپ رضی اللہ عنہا سے کیا کرتی تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا بھی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا خیال بطورِ ماں کے رکھا کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ جمل غلط فہمی کا نتیجہ تھی جس کا افسوس آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے وصال تک رہا۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ جمل کے واقعہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا گوشہ نشین ہوگئیں اور اپنی بقیہ تمام زندگی مدینہ منورہ میں ہی بسر کی۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام ''حفصہ'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار کا نام حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ برس قبل تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد بزرگوار کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے شوہر کے ہمراہ دین اسلام قبول کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوہ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوگئے اور انہی زخموں سے آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کرلی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہاری صاحبزادی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور حضرت سیّدنا

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کردیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا کہ جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ احادیث مروی ہے جنہیں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ ابن سعد میں آپ رضی اللہ عنہا کے اخلاق سے متعلق منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا صائم النہار اور قائم اللیل تھیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے اور دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھتی تھیں۔ صحیح بخاری شریف کی روایت ہے اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں کچھ اہمیت نہ دیتے تھے۔ دین اسلام نے عورتوں کو برابر کے حقوق عطا فرمائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ میری بیوی نے مجھے کسی معاملہ میں رائے دی تو میں نے ان کو ڈانٹ دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم میری بات کو برداشت نہیں کرتے جبکہ تمہاری بیٹی (حفصہ رضی اللہ عنہا) حضور نبی کریم ﷺ کو برابر جواب دیتی ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فوراً اس کے پاس گیا اور اسے ڈانٹا کہ تم حضور نبی کریم ﷺ کو برابر کے جواب دیتی ہو۔ میں تمہیں عذابِ الٰہی سے خبردار کرتا ہوں تم ان (ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کی طرح نہ کرو جو حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کی وجہ سے خود پر فخر کرتی ہیں۔

ابن شہاب کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نفلی روزہ رکھا۔ شام کو ہدیہ کے طور پر کچھ کھانا آیا تو آپ رضی اللہ عنہن نے روزہ افطار کرلیا۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ام المومنین حضرت

حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بتانے سے قبل ہی حضور نبی کریم ﷺ کو تمام واقعہ بیان کر دیا کہ ہم نے نفلی روزہ رکھا تھا جب افطار کا وقت ہوا تو کچھ کھانا ہدیہ آ گیا جس سے ہم نے روزہ افطار کر لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کفارے کے لئے ایک روزہ اور رکھ لو۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو پہلے کلام کرتے دیکھ کر کہا کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) مجھ سے کلام میں سبقت لے گئیں اور وہ سبقت کیوں نہ لیتیں آخر وہ اپنے باپ (حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہیں۔

ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے تاریخ وصال کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو نمازِ جنازہ مروان نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے بیٹوں نے قبر مبارک اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک جنت البقیع میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام ہند اور کنیت ام سلمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے مشہور خاندان بنو مخزوم سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ابو امیہ تھا جن کا شمار مکہ مکرمہ کے رؤساء میں ہوتا ہے اور وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے مشہور تھے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ سے ہوا جو ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی اور حضور نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا ابتدائے اسلام میں ہی اپنے خاوند کے ہمراہ مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ مکہ مکرمہ آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے والی پہلی خاتون کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے اور ان کا یہ زخم آہستہ آہستہ زہر میں تبدیل ہوتا چلا گیا

جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ ۴ ھ میں وصال فرما گئے۔ عدت کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی مگر آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں کچھ جواب نہ دیا۔ پھر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ لے کر گئے جسے آپ رضی اللہ عنہا نے قبول فرمالیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آ گئیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اولاد نہ تھی جبکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی چار اولادیں تولد ہوئیں جن میں بڑے بیٹے کا نام سلمہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے بیٹے کا نام عمر رضی اللہ عنہ سے تھا جبکہ دو بیٹیاں درہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا قرآن مجید کی تلاوت طرز کے ساتھ کرتی تھیں جسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت پسند کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ۳۸۷ احادیث مروی ہیں جنہیں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے علم حدیث حاصل کرنے والوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت شامل ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا علم میں کوئی ثانی نہ تھا اور خواتین کی ایک کثیر تعداد ان سے دین اسلام کے فرائض کے بارے میں آگاہی حاصل کرتی تھیں۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وصال کے متعلق بھی کتب سیر میں مختلف آراء موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حیادار تھیں۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آتے تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لے کر بیٹھ جاتیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر واپس چلے جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو وہ آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو

اپنے ساتھ لے گئے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی زہد و تقویٰ کے ساتھ بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کا ایک ہار تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سونے کی بابت احکام معلوم ہوئے تو اپنے اس ہار کو توڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے در پر کوئی بھی سوالی خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ان کے موئے مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے جن کی زیارت اکثر و بیشتر لوگوں کو کرواتی رہتی تھیں۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب اور کنیت ام الحکم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے نامور خاندان اسد بن خزیمہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اعلانِ نبوت کے کچھ عرصہ بعد ہی دین اسلام قبول فرمالیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تعلق قریباً ایک برس تک قائم رہا بالآخر کچھ اختلافات کی بناء پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ بعد ازاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ہی اپنے نکاح کا پیغام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ میں استخارہ کے بغیر کچھ کام نہیں کرتی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا مصلیٰ پر کھڑی ہوگئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بارے میں وحی نازل ہوئی جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوگیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حجاب کی آیت بھی آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت اتری۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو مکان کے باہر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم گفتگو میں مشغول تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔ جب کچھ دیر بعد لوٹے تو وہ وہیں باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حجاب کی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جب اللہ کے نبی تمہیں بلائیں تم چلے آؤ

اور جب کھانا کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں میں مت بیٹھ جایا کرو۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت نیک خو اور روزہ دار عورت تھیں۔ جبکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ دین دار اور پرہیز گار نہیں دیکھی۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نہایت قانع اور صابر تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی فیاضی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے فقراء اور مساکین میں سخت کھلبلی پھیل گئی اور وہ پریشان نظر آنے لگے۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سالانہ نفقہ بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس پر کپڑا ڈال کر اپنے خادم سے کہا کہ وہ اسے یتیموں اور بچوں میں تقسیم کر دے۔ جب تمام مال تقسیم ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل کے حضور دعا فرمائی کہ الٰہی ! اس سال کے بعد مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) کے عطیہ سے فائدہ نہ پہنچانا۔ چنانچہ اسی سال آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ۲۰ھ میں ہوا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۵۳ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں آپ رضی اللہ عنہا کو سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ فیاضی میں بے مثل تھیں اس لئے ام المساکین کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی حق مہر پر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا' ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری زوجہ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی حیات میں ہی وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں بہت کم عرصہ رہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۳۰ برس تھی۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا اور تعلق قبیلہ خزاعہ کے ایک خاندان بنو مصطلق سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی خاندان کے ایک شخص مسافع بن صفوان سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور باپ دونوں ہی دین اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر جب بنو مصطلق پر حملہ کیا گیا تو ان کے تمام مردوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی عورتیں' بچے اور بوڑھے قید کر لئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی ان عورتوں میں شامل تھیں۔ جب مال غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا' حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کو ۴ اوقیہ سونا دے کر آپ رضی اللہ عنہا کو لے لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور آپ رضی اللہ عنہا کا نام ''جویریہ'' رکھا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کے حق زوجیت میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے تمام خاندان بنو مصطلق کو رہا کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام زندگی نہایت زہد و تقویٰ کے ساتھ بسر فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۵۰ ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا واقعہ خیبر میں بطور مالِ غنیمت آئیں۔ جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آئیں۔ چنانچہ وہ حصہ جو عرب میں بادشاہ یا پیشرو کو ملے اسے صفیہ کہتے ہیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہا' صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرما کر آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اسد الغابہ میں روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت عاقلہ تھیں جبکہ زرقانی میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت عاقل' فاضل اور حلیم تھیں۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی کہ کاش مجھے یہ بیماری لگ جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہا کی ہر ضرورت کا خیال رکھا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ہم تمام ازواج سے افضل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم روتی کیوں ہو تم ان سے کہہ دیتیں کہ میرے باپ ہارون علیہ السلام اور چچا موسیٰ علیہ السلام ہیں جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے شوہر ہیں۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ مبارک مدینہ منورہ میں علم و عرفان کا مرکز تھا۔ عورتیں آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور مختلف شرعی مسائل دریافت فرماتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۵۰ھ میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۶۰ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون

کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ جبکہ کنیت ام حبیبہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۷ برس قبل تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی تو عبیداللہ وہاں جا کر عیسائی ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے سمجھانے کی بے حد کوشش کی مگر اس نے توبہ نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہا دین اسلام قبول کرنے کے بعد اس پر قائم رہیں۔ عبیداللہ نے عیسائی بننے کے بعد شراب نوشی شروع کر دی اور اسی حالت میں مر گیا۔

عبیداللہ کے مرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۳۶ برس تھی۔ جس وقت مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کی اور اسے ختم کرنے کا اعلان کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے وہ مدینہ منورہ تشریف لائے تاکہ معاہدہ کو بچا سکیں۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کیا اور جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر لیٹنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر لیٹنے سے منع فرما دیا۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے قریباً ۶۵ احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص روزانہ بارہ رکعت نفل نماز ادا فرمائے گا اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو سننے کے بعد تا زندگی بارہ رکعت نفل نماز کو اپنی زندگی کے معمولات میں شامل فرما لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا فطرتاً نیک مزاج تھیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی تھیں۔

ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ۴۴ھ میں اپنے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۷۳ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام میمونہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حارث بن حزن اور والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد ہی طلاق ہوگئی۔ بعدازاں آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا جس نے ۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۷ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو وہیں حالت احرام میں آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زوجہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی نکاح نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ۴۶ احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) اللہ عزوجل سے ڈرنے والی اور نہایت صلہ رحمی کرنے والی ہیں۔

ایک مرتبہ ایک عورت ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ میں بیمار تھی تو میں نے منت مانگی کہ جب میں شفایاب ہو جاؤں گی اس وقت میں بیت المقدس جا کر نماز پڑھوں گی۔ اب میں بیت المقدس جا رہی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب بیت المقدس اور دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا نے کسی سے قرض لے لیا تو قرض دینے والے نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا اس قرض کو کس طرح لوٹائیں گی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص اس نیت سے قرض لے کہ اس نے اس کو لوٹانا ہے تو اللہ عزوجل اس کے قرض کا خود ضامن ہوتا ہے۔

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ھ میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مقامِ سرف میں ہوا جہاں سے آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی اور جب آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنازہ آہستہ سے لے کر چلو اور زیادہ حرکت نہ دو کیونکہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور ہماری ماں کا جنازہ ہے۔

❖❖❖

حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فرمودات

- اگر میں فرائض کی ادائیگی کے دوران مر بھی جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے۔
- پہلا حق باہر والوں کا ہوتا ہے اس کے بعد گھر والوں کا حق ہوتا ہے۔
- عورت کی سب سے بہترین صفت یہ ہے کہ وہ کسی غیر مرد کو نہ دیکھے اور نہ ہی کسی غیر مرد کی نگاہ اس پر پڑے۔
- ہم خدا کی رضا کے طالب ہیں، دنیاوی مال و متاع کی ہمیں کوئی حاجت نہیں اور نہ ہی ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں۔
- خود بھوکا رہنا پڑے تو رہ لو مگر سائل کو دروازے سے خالی ہاتھ مت لوٹاؤ۔
- ہم نے دنیا کے بدلے آخرت کو قبول کیا ہے اس لئے غربت و افلاس کے صدمے ہمیں اٹھانا پڑے ہیں۔
- مال کی مصیبت اور اس کا ضائع ہونا کوئی بڑی بات نہیں جبکہ اچھے لوگوں کا جدا ہو جانا بڑی مصیبت ہے۔
- میں اس خوف سے روتی ہوں کہ کہیں میری عمر دراز نہ ہو جائے۔

چند مسنون دعائیں

ذیل میں چند مسنون دعائیں بیان کی جا رہی ہیں جن کا پڑھنا نہایت فضیلت کا باعث ہے۔

اذان کی آواز سنائی دینے پر دعا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا.

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) کو رسول ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر راضی ہوں۔''

شب قدر کی خاص دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ.

''اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانیوالا ہے معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے لہٰذا تو مجھے معاف فرمادے۔''

صبح کے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ. ط

''اے اللہ! تیری قدرت سے ہم صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم جیتے اور مرتے ہیں اور تیری ہی طرف جانا ہے۔''

شام کے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ.

''اے اللہ! ہم تیری قدرت سے شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے جیتے اور مرتے ہیں اور مرے پیچھے جی اٹھ کر تیری طرف جانا ہے۔''

سوتے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى.

''اے اللہ! میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔''

بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

''اے اللہ! میں تیری ہی پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔''

بیت الخلاء سے باہر نکلنے کے بعد کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّى الْاَذٰى وَعَافَانِىْ.

''سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیز دور کی اور مجھے چین دیا۔''

گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ط

''اے اللہ! میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا باہر جانا مانگتا ہوں ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے۔''

گھر سے باہر نکلتے وقت کی دعا:

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

''میں اللہ کا نام لے کر نکلا میں نے اللہ پر بھروسہ کیا گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

کھانا شروع کرتے وقت کی دعا:

بِسْمِ اللهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ.

''میں نے اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا۔''

کھانا کھانے کے بعد کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

''سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔''

نیا کپڑا پہنتے وقت کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ.

''سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے
میں اپنی شرم کی جگہ چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ
خوبصورتی حاصل کرتا ہوں۔''

پریشانی کے عالم میں دعا:

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتِكَ اَرْجُوْ فَلا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ
وَّاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ كُلَّهٗ لَآ اِلٰـهَ اَنْتَ .

''اے اللہ! میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں' مجھے پل بھر بھی میرے
سپرد نہ فرما اور میرا سارا حال درست فرمادے تیرے سوا کوئی معبود
نہیں۔''

موت نزدیک ہو تو ذیل کی دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَالْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی.

''اے اللہ! موت کی سختیوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔''

ادائے قرض کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ
عَنْ مَّنْ سِوَاكَ.

''اے اللہ! حرام سے بچاتے ہوئے حلال کے ذریعہ تو میری کفایت
فرما اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے غیر سے بے نیاز فرمادے۔''

نفس کے شر سے بچاؤ کی دعا:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاَعْزِمْ لِیْ رُشْدًا اَمْرِیْ.

''اے اللہ! مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما اور مجھے امور کی
اصلاح کی ہمت عطا فرما۔''

ظاہر و باطن کی بہتری کے لئے دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً.

''اے اللہ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بہتر کر دے اور میرے ظاہر کو صالح بنا دے۔''

اولادِ نرینہ کے حصول کی دعا:

رَبِّ ھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ.

''اے میرے رب! اپنی قدرتِ صالح اولاد عطا فرما بے شک تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔''

علم میں زیادتی کی دعا:

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا.

''اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔''

غضب الٰہی سے بچنے کی دعا:

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ.

''اے میرے رب! تو مجھے ان ظالم لوگوں میں شمار نہ کر۔''

دنیا و آخرت میں بھلائی کی دعا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

''اے ہمارے رب! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے نجات عطا فرما۔''

والدین کے حق میں دعا:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا.

''اے ہمارے رب! رحم فرما ان پر جیسا کہ انہوں نے میری بچپن میں پرورش فرمائی۔''

ہر قسم کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا:

سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو ہر نماز کے بعد پڑھنے سے ہر قسم کے شر سے بندہ محفوظ ہو جاتا ہے۔

جہنم کی آگ سے پناہ کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ.

''اے اللہ! مجھے آگ سے بچا۔''

ہر قسم کی ضرورتیں پوری ہوں:

حضور نبی کریم ﷺ پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے سے ہر قسم کی ضرورتیں پوری ہوں گی اور بندہ کبھی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔

سلام ان پر جو ہر بے نوا پر رحم کھاتی ہیں
سلام ان پر کہ جن کے در پر دشمن بھی خوش ہوتا ہے
سلام ان پر جن کے مرتبے پر سب حیراں ہیں
سلام ان پر جن کے نام لیوا کو رعایت ہے
سلام ان پر جن کی طبع میں رحمت کا جوہر نمایاں ہے
سلام ان پر جن کی ہر بات ہر لفظ گوہر نایاب ہے
سلام ان پر جن کی ہر خوبی ہر جوہر کامل ہے
سلام ان پر جن کے واسطے یہ کائنات بنائی گئی ہے

کتابیات

۱۔ حیاۃ الصحابہ از حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ کشف المحجوب از حضرت سیّدنا علی بن عثمان الہجویری الجلابی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ امہات المومنین از قاری محمد رضا المصطفےٰ

۴۔ سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات از مولانا سعید احمد انصاری

۵۔ شہادت نواسہ سیّد الابرار از حضرت مولانا محمد عبدالسلام قادری رضوی

۶۔ تذکارِ صحابیات از طالب ہاشمی

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز و اقارب از محمد اشرف شریف

۸۔ اپنی اولاد کو محبت اہل بیت سکھاؤ از ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی

۹۔ البتول از حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم از کرنل (ر) ڈاکٹر محمد ایوب خان

۱۲۔ سیرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ از خواجہ محمد لطیف انصاری

۱۳۔ سیرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ از امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ تحفہ خواتین از محمد عاشق الٰہی بلند شہری

ہماری چند دیگر مطبوعات
دونوں دنیا
140
ناشر
اکبر بک سیلرز